قال سید الانس والجان الحیا شعبة من الایمان

از انوار آفتاب ذکای زهره چشم عصمت قوام جناب عالیه شمس النسا بیگم نتیجه اسم نامدار سنجر

۱۲۷۲

۸۹۱۶۳۳
ش ۶۳۴
۱۰۵۸۲

دیوان ذکا

معروف به

دیوان شمس

۱۲۷۲

حسب ارشاد مستر بینیا دیسر ایالطف و احسان حافظ محمد عبد الستار خان لازال بالامتنان

از گلگونه مطبع گلستن محمدی باهتمام مصاحب علی نورانی گردید

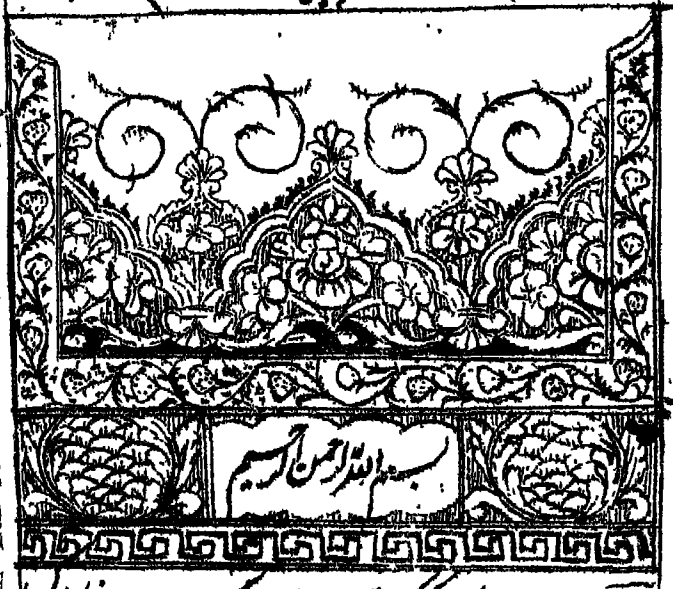

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شرمساران معصیت کار کی کیا تاب و طاقت ہے کہ ادای ستایش ایزد پاک
مین زبان کھولین اور مجرمان ہیچ کناہ و غفلت شعار کو کب ایسا حوصلہ
اور جرأت ہے کہ حمد خالق ارض و افلاک مین سوائے کلمۂ عجز کچھ بولین مقام
کچھ اور رہے محل خوف و غور ہے کہ جب خود صاحب لولاک ما عرفناک فرمائے
تو ہم بے زبانون سے سوائے سکوت کیا بن آئے بہتر یہی ہے
کہ تا مقدور علم قدر فہم و شعور شکر نعمائے شاہد مستور مین تر زبان رہین
اپنی حد سے نہ بڑھین طبیعت سے نہ گزرین یہ کیا کم ہے کہ ہم دم

اور بیشتر سخنوران گرامی کی دو آدین زبان اردو اور فارسی مین مہارت
ہوی ہزارون شعرا کے کلام قلمی اور مطبوع نظر خاص و عام سے گذرے
مردون مین تو بہت لوگون نے اقلیم سخن کو سر کیا سکہ بٹھایا مگر
مستورات مین ہمت مردانہ سے معدودے چند نے در پردہ جو سر طبع
دکھایا اور اونھین سے ایک آدھ سو وہ بھی زبان غیر مین مخفی بر آوردہ دہ نام
ہو گئی صاحب دیوان ہو کر مشہور خاص و عام ہو گئی جب سے پھر کیا رنگ
نہ جما اس فرقے مین کوئی عالی طبع ایسا نہوا کہ تیغ زبان سے جواب دیتا
اور بزور شمشیر کلام اقلیم سخنوری کو چھین لیتا بعد دیرانی دہلی اضطر اور جہا
ستارہ اوج پر آیا یہ سرزمین نزہت آئین مردم خیز کمالات انگیز ہوئی
قدر شناسی نواب صاحب کے وقت سے ہر اہل کمال نے نشو و نما خاطر خواہ پایا
زبان اردو کہ غبار خس معلومات قدیمہ سے مملو تھی تصرفات اور تعبیہ جناب
فصاحت مآب شیرینیہ سخنوری ماہر ریختستان یعنی فخر المتقدمین شیخ المتاخرین
استاد راسخ جناب شیخ امام بخش ناسخ سے پاک و صاف ہو گئی قابل پسند
سخن رسان فہم انصاف اور باعث حسد و رشک قصبا تیان اہل خلا ہو گئی
اب اگر کوئی گوہر شاہوار سا کمند خیال سے اپنے ذہن ناقص مین بیان کے

یعنی بلقیس حشم زہرہ خدم سرخیل اہل عفت مریم عصمت زیب النساے
دوران فخر بیگمات ہندوستان جناب قدسی مآب معظمہ ومحترمہ شمس النساء بیگم
صاحبہ لازالت شموس اقبالہا الی یوم القیامۃ المتخلص بہ بشرم نے نیرنگ
طبعی اور جوہر باطنی سے رنگ تازہ جمایا یعنی ایک دیوان فصاحت عنوان
زبان اردوے لکھنؤ مین موزون فرمایا اور نظر فیض اثر سرخیل سخنوران
جہان استاد شعراے عالی طبعان محسود بریلوی وپیر جناب غفران مآب
خواجہ محمد وزیر مرحوم وزیر تخلص مین گذرانا جناب مغفور نے بموجب کلام الملک
ملک الکلام کمال حسن نزاکت اور لطافت سے بقدر ضرورت تصرف کیا
بیشتر غزلون کو انتہاے خوبی سے بدستور رہنے دیا سکہ ہاے طبع نقاد کو
کامل اعیار جانا حق یہ ہے کہ کمال خداداد ہے کچھ کسی پر خصوصیت نہین
ہر شخص کی یکسان طبیعت نہین بڑون کی بڑی بات ہے سبحان اللہ
کیا قدرت رب کائنات ہے بیشتر رفیقین بعد انتقال خواجہ صاحب
مرحوم باقی رہ گئین تھین اونکو ۱۲۷۳ ہجری مین موزون فرماکر خلعت
ترتیب اور آراستگی پہناکر نام تاریخی کی اسی فقرے سے فرمایش ہوئی
فوراً عروس مضمون کہ مخبر مادہ سال ترتیب ہے ذہن مین گذرا

بیساختہ کہا کہ سبحان اللہ کیا نکھرا ہوا بیان ہے بہت اچھی تقریر ہے
عجب دلکش زبان ہے تو اور کی بول چال سے جو مضمون ہے
پری جمال ہے روز مرہ چست محاورے درست بندش نشست بیس بناؤ مین
نفیس شوخی و رنگینی کا نیا رنگ رمز و کنایہ کا اور ہی ڈھنگ
نازک خیالیون مین صنائع اور بدائع کا صرف نازونیاز سے بھرا ہوا
حرف حرف شاعری کو ایسی طبیعت پر ناز ہے سخنگوئی کا ہیکو ہے
اعجاز ہے جو غزل ہے مطلع سے مقطع تک چیدہ اور انتخاب ہے
جو بیت ہے ابروے خوبان کی طرح لاجواب ہے ہر مصرع مین
لب جان بخش کی تاثیر ہے قافیہ بولتا ہے سحر کی تقریر ہے
جہان مشکل زمینون مین طبع عالی کو آزمایا ہے ہر سہل ممتنع کا مزہ
دکھایا ہے حقیقت مین سحر بیانی اسی کا نام ہے سبحان اللہ
کیا صولت و دبدبہ کلام ہے کہ جسکے روبرو طوطیان ہند کا
نامہ بند ہو گیا ہزار سنے ایک نالہ سوزون نہو سکا اب حق تعالے
اس شاہد نظم کو حسن قبول ایسا عطا فرمائے کہ جو جمال یوسف معانی
دیکھے زلیخا کی طرح فریفتہ ہو جائے جسطرح ترتیب مین تائید الٰہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقرہوں روز ازل سے مین تیری رحمت کا
نہ کیون ہو ورد مجھی کلمۂ شہادت کا

ادا ہوا نہین کچھ حق جو ہی عبادت کا
فقط ہمین تو وسیلہ ہی تیری رحمت کا

سُنا ہی شور جو عالم مین تیری رحمت کا
امیدوار ہی ہر بیگناہ جنت کا

بشر کیواسطے کین خلق نعمتین کیتیا
کرون مین شکر ادا کون ہی عنایت کا

اوسیکی حصے مین نعمت کرم کی آئی ہے
امیدوار جو بندہ ہی تیری رحمت کا

جو تیری خوف سے مین بیخبر کا نپ اوٹھون
تو ہمکھین اہل علم زلزلہ قیامت کا

تو اپنی بندہ نوازی سے بخش دیگا ہمین
وگرنہ ہمنے کیا کون کام جنت کا

تو ہے کریم و رحیم اور تو ہی ہی غفار
تو ہی ہی مالک و قاسم جحیم و جنت کا

ملک تری رخ گلگوں کو دیکھکر بولی
ہی بیخزاں یہ گل تر ریاض جنت کا

کبھی تو عالم رویا میں شکل دکھلا دو
کمال شوق ہی ان آنکھوں کو زیارت کا

ہر ایک بلبل دل کو نہ کسطرح ہو رجوع
کہ بیخزاں ہی چمن آپ کی شریعت کا

یہ آرزو ہی پڑی ہیں پانچ داغ دل میں مرے
عیاں ہو مظہر نو پختین کی الفت میں

خدا سی تا دم آخر دعا بخشش کے
کب ایسا پاس تھا اور ایسا کو امت کا

یہ آرزو ہی مجھے ایسہ سپہر عرب
کروں مدینہ میں آکر طواف تربت کا

ہی تجھسی عشق محبت تری وہی سی ہے
یہی وسیلہ ہی روز جزا شفاعت کا

کبھی نہ حرف محبت میں آئیگا ای شرم
گنہ ہی دل کی نگینی پہ نام حضرت کا

یہ آرزو سا اثر ہی الفت ساقی کوثر کا
دل شہید ابنا شیشہ شراب عشق حیدر کا

جسے جہانی سخن ہو اسمیں وہ سرور دو عالم ہے
بلا شبہہ ہی نفس ناطقہ تو ہے پیمبر کا

لیئے پھرتا ہی جارو شعاع مہر کیوں گردون
یہ کیا جارو کش ہی آستان شاہ خیبر کا

مقرب اس سے ہی مشہور وہ سارے فرشتوں میں
کہ جبرئیل امیں اک پاسبان ہے اسکی در کا

شرف حاصل ہو فوراً مہر عالمتاب بن جانیں
پڑی سر پر تو جو قرون پر تر رخسار انور کا

بجا ہی قدرت خالق کہوں کہ ذات اقدس کو
کرامی مولا سکتا ہی تو لکھا مقدر کا

چھپا نا زیر دامان کرم لطف و عنایت سے
بہت ڈھکا ہی مجکو گرمی خورشید محشر کا

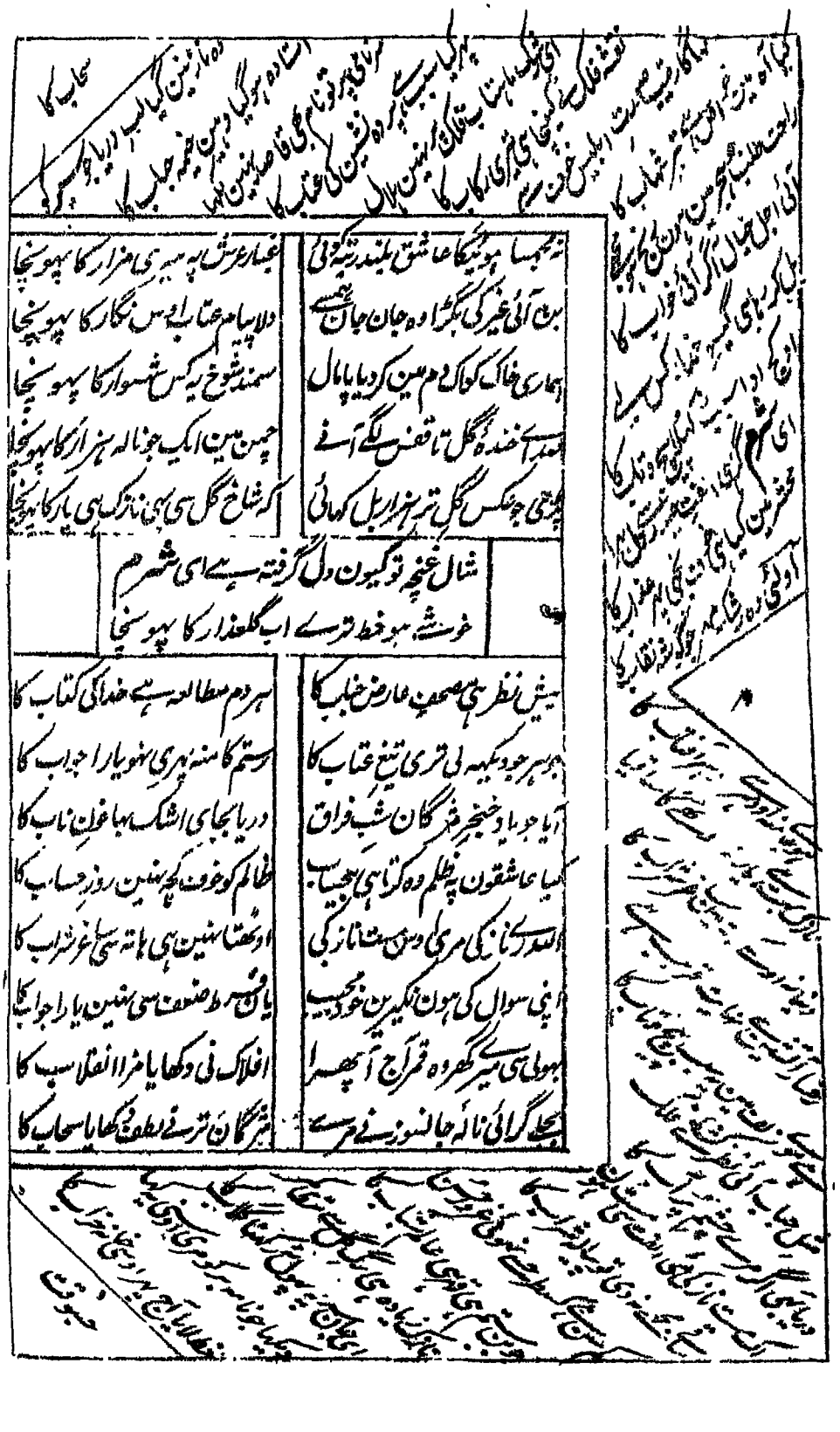

جسوقت ذوالجناح پہ حضرت ہوئے سوار | بوسہ لیا فرشتون نی آکر رکاب کا
خوشبو کا جسم یار کی کیا کیجے بیان | بنجای جسکی غسل سے دریا گلاب کا
فردای حشر ہوگی صنم سے عجب گفتگو | اوسدن مزا ملیگا سوال و جواب کا
سوئی تمام عمر نہ شرمندگی سی ہم | سہو آ خیال ہجر مین آیا جو خواب کا
ای حضر سمجھین ہم اوسے آب حیات ہے | وہ مست ناز دی جو پیالہ شراب کا

انسان نہین وہ جسکو نہوئی حیا و شرم
پھاتا ہی جی سے شرم کو عالم حجاب کا

منہ سی لگا یا شوخ نی ساغر شراب کا | لو ہو گیا قران مہ و آفتاب کا
کہلجای بند اگر تری منہ سے نقاب کا | بی نور ہو فلک پہ چراغ آفتاب کا
جلنا ہمارے دل کا ہی پیش نظر مگر | تمتا نہین جو آگ پہ آنسو کباب کا
پیری خزان کی طرح سے آئی گی گی گلو | مثل بہار جائیگا عالم شباب کا
دی اوس پہ کی بات مین جو کہ یہ خط شوق | ای نامہ بر تو کام کر اتنا ثواب کا
آتا ہی جو کوئی اوسی قاصد سمجھتی ہین | کس واسطے انتظار ہی خط کی جواب کا
منہ کو جو آگیا ہی کلیجا جلا بہنا | لوٹا ہی کیا زبان نی مزا اہ کباب کا
رونی پہ ہستعد دل ناشاد جب ہوا | رومال بنگیا مین ٹکڑا سحاب کا

9

ظلم کرتا نہ کبھی رحم اوسے آجاتا
وہ صنم گر مرے احوال کا پرسان ہوتا

مین خطِ جدول نگار سمجھتا اوسکو
سبزہ اوس صفحۂ رخ پر جو نمایان ہوتا

تو تو کیا ہوتی پریزاد ہزارون تسخیر
میری قبضی مین اگر ملک سلیمان ہوتا

دیکھتا شوق سی برسون مین ترا سبزہ خط
ہر مہینی کی عوض گر مہِ شعبان ہوتا

سلک گوہر ابھی رو رو کی تصدق کرتا
در دندان نظر آتی جو وہ خندان ہوتا

آبرو کرتے ہماری شعرائے دوران
صاف بھی ہمسے جو وصفِ دُرِ دندان ہوتا

شانہ سو پیچ سے دنرات کیا کرتا مین
ہاتھ مین میرے جو وہ گیسوے پیچان ہوتا

حسنِ یوسف سی دو چندان ہے مری ماہ کا حسن
دیکھکر آئینہ کسطرح نہ حیران ہوتا

پھٹ چکا جیب تو اے دستِ جنون یہ بھی ہوس
پیرہن چاک جو ہوتا تو مین عریان ہوتا

لبِ نگین کی اگر یاد مین مرجاتا مین
قبر کا سنگ مرے لعلِ بدخشان ہوتا

ہمتو مدت سے تجھے جان چکے ہین کافر
اسقدر ظلم نہ کرتا جو مسلمان ہوتا

لعل و گوہر عوض اشکون کے نکلتے اے چشم
لبِ دندان کی تصور مین جو گریان ہوتا

منع کرتا تھین سے اے دستِ تولا حاصل تھا
قتل کرکی وہ مجھی آپ پشیمان ہوتا

مے کشو کشتیِ مے ساقیِ مہوش لانا
ڈر نہین مجھکو اگر نوح کا طوفان ہوتا

نظر آجاتی ابھی برقِ تجلی اے شرم
غسل کرنیکی لیئی شوخ جو عریان ہوتا

دیکھی کیا ہو کہ نیو رے پیشکن رہنی لگی ۔ تیغ ابرو مین غضب کی ہوئی جوہر پیدا

سرسی پانک تو ہی اک نور کا بگا ای ماہ ۔ نہوا اور نہوگا ترا ہمسر پیدا

دیکھتی ہی صفِ مژگان کو تیری اوسکا ۔ جای دل پہلو مین میرے ہوی نشتر پیدا

یاد مین اوس دُرِ دندان کی جو مین رونی لگا ۔ چشمۂ اشک سی میری ہوئے گوہر پیدا

اوسکی قامت کو بہلا کیون نہ قیامت کہیے ۔ چال سی جسکی ہوا فتنۂ محشر پیدا

ہر گھڑی شوق ملاقات ہی بڑہتا جاتا ۔ ایک پرزا جو لکہون اوس سے ہو دفتر پیدا

تیرے پرتو سی ہوئے خلق چمن مین قمری ۔ تیری سائی سے ہوئی سرو صنوبر پیدا

الفتِ عارضِ جانان جو اسی سی ہی مجہی ۔ بشل آئینہ ہوا آہ مین شش در پیدا

پرتوِ خالِ رخِ یار بنا نافۂ مشک ۔ سایۂ زلف سی اوسکی ہوا عنبر پیدا

آئینہ بنتا ہی ہر نقش قدم وقت خرام ۔ تجکو صانع نی کیا رشک سکندر پیدا

یار اگر آئی ابہی یہ مرے آنسو تہجائین ۔ نکلے خورشید تو ہر گز نہون اختر پیدا

تنے افشان چڑہی چاند سی پیشانی پر ۔ ہو گئی جہر کہ مہتاب پر اختر پیدا

کیون سی ملکی کہاتی نہین تم شرم سی دانت ۔ کیا شب قدر مین ہوتے نہین اختر پیدا

کیون نہون شمس و قمر تجکی تصدق ای شرم
نور حق سے ہوئے ہین احمد و حیدر پیدا

دل جگر دونون کو کیون نکلے مری اور ترا یا تونی
اپنی رہنی کا بھی ظالم نہ ٹھکانا چھوڑا

خوف لاکھون ہے عشاق کے ای شمین جان
تونی ہونٹھون پہ نہ لاکھی کا جمانا چھوڑا

جب مرے پاس کیا یار نی آنا سو توقف
مین یہ خود رفتہ ہوا آپ مین آنا چھوڑا

غصے ہی سو تو چڑہاتی ہین وہ جب آتی ہین
پھول بھی اب مرے تربت پہ چڑہانا چھوڑا

زخم فرقا سو کیے تو بھی رکہا اوسنے
نہ ہنسانا مرا چھوڑا نہ رولانا چھوڑا

اشک آنکھون مین بہرآئے جو مین ہوتی ہی ہنسا
ہر بہانے سے نہ آنکو نکا بہانا چھوڑا

اسی اوجہن مین بے رہوتی ہی میرے ای شمن
کچہ تو تقصیر ہوئی اوسنی جو آنا چھوڑا

۱۲

ہو گذر گلشن مین گر اوس عیرت شمشاد کا
غنچے چشمین باغ مین غل ہو ہمارا کیا

ای تو اوس آہ سوزان سے مری ڈرتی رہو
ہی خدا کا قہر ہر شعلہ مرے فریاد کا

تیر مژگان کا ہدف ہی آہ بھی کرتا نہین
دل مرا پتھر ہی سینہ ہی مرا فولاد کا

ہو ملائک ہی فزون کینکر نہ اونکا مرتبہ
دھیان جن بندون کو رہتا ہی خدا کی یاد کا

شعر جب کہتا ہو نہین تو نکڑی ہوتا ہی جگر
یاد آتا ہی مجہی لطف کرم استاد کا

داغ دل کی جگہ اوٹہی ہین فزون کیطرح
یہ اثر دیکہا ہی اوخورشید تیری یاد کا

اُنس ہی غیرون سے تجکو مجہسے ہی طرز جفا
مین گلا کس سے کرون ظالم تری بیداد کا

جانتا گلشنِ جنت چمنِ دنیا کو
روبرو میری جو وہ حورِ شمائل ہوتا

رہی وہ خورشیدِ حسینانِ جہاں اختر بین
حسن مین کون بھلا اوسکی مقابل ہوتا

تو ہی وہ خورشیدِ جہانتاب ہے اک ذرہ ہی
چاند کسطرح تری رخ کی مقابل ہوتا

ہمسرِ قیس مجھی غیرتِ لیلی کہنا
مین جو مجنون کیطرح عشق مین کامل ہوتا

آبرو میرے شہیدانِ وفا مین ہوتے
گر تری نادلِ مژگان کا مین گھائل ہوتا

تیری ابرو کا طلب کرتا مین بوسہ قاتل
تیغ کھا کر دہنِ زخم سے سائل ہوتا

پیار سی تو جو لپٹ جاتا مری سینے سے
درد دل ای مری مسیحی ابھی زائل ہوتا

دستِ رنگین دلِ بیتاب پہ گر تو رکھتا
طائرِ رنگ حنا طائرِ بسمل ہوتا

گھر مین اوس بت کی نہ جاتا کبھی سہوا بجدا
ہمنشینو جو مرے کہنے مین یہ دل ہوتا

مژدۂ ترک جو وحشت مین مجھی یاد آتے
طوقِ گردن کو مری خنجرِ قاتل ہوتا

ای خضر زندۂ جاوید مین کیونکر ہوتا
گر نہ تیغِ لبِ جان بخش ہی بسمل ہوتا

پہ تو اسطرح کی باتین وہ نکرتا مجھسے
دل اگر میری طرف یار کا مائل ہوتا

داغِ مہتاب ہی تشبیہ مین دیتا اوسکو
یار کی چہرۂ پر نور پہ گر تل ہوتا

کبھی آتا اگر اوس رشکِ لیلی کا خیال
دل وحشت زدہ غیرت دہِ محمل ہوتا

گوری پانو نکا تری عکس اگر پڑ جاتا
تیرے چوتھی کا ستارہ مہ کامل ہوتا

ہر گرہ تیری نشیمن سے آئی سلاسل مجھکو گھر کو بی یار کی میں خانہ زندان سمجھا

جیب کی طرح کیی دم میں ہزار اون ٹکڑے ملوق کو بخشش وحشت میں گریبان سمجھا

اسی پیری بوسی لیی پا بسی لگھوں میں نے باغ میں سیب کے میں سیب زنخدان سمجھا

جان آئی تن بیجان میں گلی تو جو ملا جسم کو تیری میں آکر روح روان جان سمجھا

دیکھکر اوسکو جو پھر سبزہ خط کو دیکھا مہ ابرو کو تمہاری مہ شعبان سمجھا

قد پہ شمشاد کا دھوکا ہوا رخ پر گل کا گیسو و خط کو ترے سنبل و ریحان سمجھا

اسی پیرے تو شنہ خوبان ہے نہیں شک اس میں کیا ہوا مجکو اگر مثل سلیمان سمجھا

سانہ وہ گل نہیں کیا خاک لگی دل میرا بلبلو باغ کو میں خیل بیابان سمجھا

بہر دیا آنسو دن سے دیکھلی ایسا رویا چاہ گلزار کو میں چاہ زنخدان سمجھا

لی لیا بوسہ ادب ہی نہ خطا ہو مجھسے آپ کی روئی کتابی کو میں قرآن سمجھا

گر پڑی میں کہ آنکھوں سے ابھی دو آنسو ہی یہ حیرت کہ جہان نوح کا طوفان سمجھا

وہ نظارہ جو بہر آئی مری آنکھوں میں شک چہرہ یار کو میں مہر درخشان سمجھا

یاد میں گو سر دندان کے چوبین رونی لگا جگر اشکدا سی گی ہر غلطان سمجھا

آدمی گو نہیں کہتی ہیں پر یزاد اونکو آدمیت تری دیکھی تو میں انسان سمجھا

ننگ ہر مذہب و ملت ہی کہنا ہی بجا کوئی کافر ہی نہ سمجھا نہ مسلمان سمجھا

وہ دیدے رنج کہ گذرا کبھی دم آیا لب پر — سمجھا اسی دم مین اب جان کا دشمن سمجھا

یا ن رگ جان نی دیا خون جو کبھی فصد اوسکے — اتحاد اوسکا مرا کچھ بھی نہ رگ زن سمجھا

دم گریہ بھی ترا نام رہا ورد زبان — جب بندھا آنسوون کا تار مین سوزن سمجھا

میری سینی سی جو نکلا تو رہین جا کی رہا — زلف کو طائر جان شاخ نشیمن سمجھا

تو نی پہنائی جو زنجیر سمجھکر وحشے — فرط الفت سی مین اوسکو رگ گردن سمجھا

چھوڑ کر جیب تہان عشق خدا کرتا تھا — کچھ نہ سمجھا مین اگر یہ پس و پن سمجھا

اسقدر خاک سی آلودہ ہوا وحشت مین — اپنی دامن کو بیابان کا مین دامن سمجھا

لطف حق یاد جو آیا تو بتون کو بھولا — دوست اللہ کو سمجھا اونہین دشمن سمجھا

چمنستان مین نظر آیا ہر اک گل اخگر — فرقت یار مین گلشن کو مین گلخن سمجھا

آکی آنکھون مین مری سیر جہان کی اوسنی — میری مژگان کو در چشمہ کی سوزن سمجھا

آنکھہ پر سکتی نہ تھی اوسکی چمک پر ای شرم
جب تو مین برق کو اوس شوخ کا دامن سمجھا

جو ہر ترک لباسی کری انسان پیدا — کیا اللہ نی ہر ایک کو عریان پیدا

پر تو لب سی ہوا لعل بدخشان پیدا — عکس دندان سی ہوی گوہر غلطان پیدا

پہیکو کلی لب جان بخش پہ گر ملکی مسی — سایہ ظلمات کی ہو چشمہ حیوان پیدا

۱۵

شرح اسم ششم گریہ کا بیان کیا ہین کرون
ایک آنسو سی ہوا نوح کا طوفان پیدا

چہرہ پر نور پر جب خط نمایان ہو گیا — مرتبی ہین صورت تفسیر قرآن ہو گیا
ای خضر وہ جان جان نظر وون سے پنہان ہو گیا — زندگی دشوار ہی گم آب حیوان ہو گیا
دست رنگین کا اثر دیکھا تو حیران ہو گیا — نیمچہ قاتل کا سیری شاخ مرجان ہو گیا
تو جو پہلوسی گیا ای مہر شون ہنگام صبح — چاک مانند سحر میرا گریبان ہو گیا
کینچتے ہو تیغ ابرو نیمجان پر کس لیے — پارسینی کی تمہارا تیر مژگان ہو گیا
ای فلک کیونکر نہوتا ریک نظر وون جہان — ابر گیسو مین مہ خرسار پنہان ہو گیا
کیا شگفتہ ہین گل زخم شہیدان وفا — کوچہ سفاک مثل باغ رضوان ہو گیا
لعل لب کا تیری پرتو پڑ گیا ای شوخ رو — آئینہ اب وکش ملک بدخشان ہو گیا
وحشت بجلی جو بجلی پر تو یار کے — پارسشدہ رہو گیا آئینہ حیران ہو گیا
یاد مین تیری وزون ان کی گوہر بار سے — دیکھ کر ابر مژگان ابر نیسان ہو گیا
صدقی اس جوبن کی مین صیقل مندہ اوسکو کر دیا — دیکھکر مکھڑا تمہارا چاند پنہان ہو گیا
دست وحشت بنگی میری سے ای فصل بہار — غنچون کی کھلتی ہی یا پرزی گریبان ہو گیا
فرقت محبوب مین یا بی سبب بارش نہین — آسمان مجکو رولا کر آپ گریان ہو گیا

چھا گیا آنکھوں میں یہ کیف نگیں کا عالم
مجھکو موتی ہی نظر آتا ہے مرجان آیا

ابر مژگان نے لگا دی ہے یہ سیل دل کے جو
آنکھ میں اب جو تری موسم باران آیا

گل ہوئی غنچی لبالو کی طرح شرمائے
پھر گلگشت جو گلشن میں وہ خندان آیا

دم رخصت جو دکھائے تھے نگیں تو نے
اشک خونین کا مری آنکھ میں طوفان آیا

حوض مصحف رخ سبزہ خط دیکھنے کے
لوگیا چاند رجب کا مہ شعبان آیا

اسی خنجر دو سیمیں زنہ جاوید ہوں ہم
اپنی یوسف کا نظر چاہ زنخدان آیا

پھر ہوا جوش جنوں فصل بہاری آئی
پھر وہی وقت گرفتاری زندان آیا

کیوں نہ رویا کریں ہنگام وداع اطفال
آیا جو ہستی موہوم میں نالان آیا

گیا بازار کو جب وہ شہ خوبان میرا
لوگ کہتی تھی یہ یوسف کنعان آیا

جان لی اور لب جاں بخش کی لاچاری نے
مر گیا میں جو نظر چشمۂ حیوان آیا

گرد گی خود بخود آلات زمین میں شاد
جب گلستان میں صرصر و خزان آیا

حسرت جامہ درے رہ گئی اے دست جنوں
تا بدامن نہ کبھی چاک گریبان آیا

شرم جمعیت دل کیا ہو بھلا دنیا میں
بیرہ گلشن ہے کہ سنبل بھی پریشان آیا

وہ شوخی ہی ہر دم مجھے کیا کیا نہیں کہتا
میں شرم کی ماری اوہی کیا نہیں کہتا

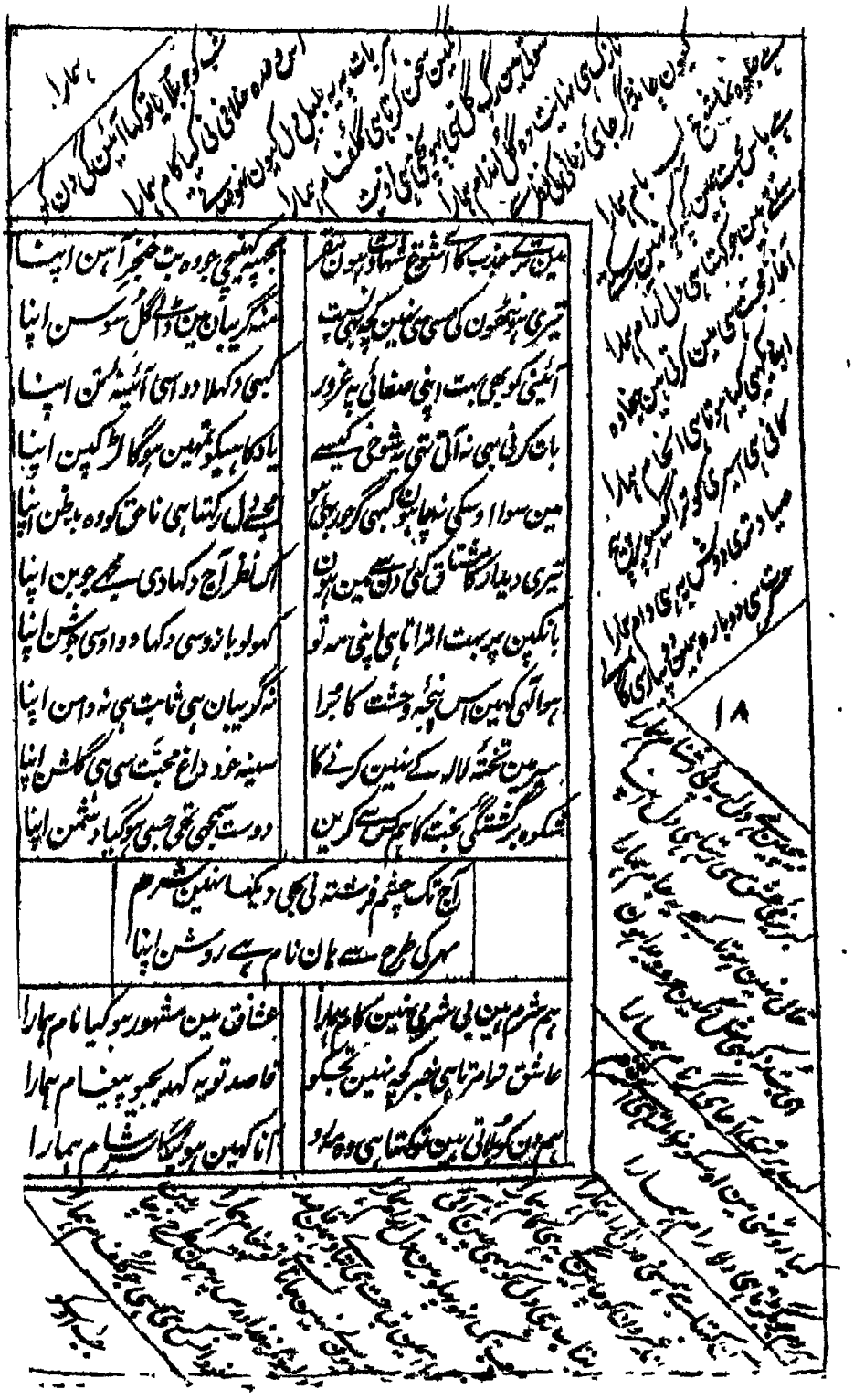

جب اوسکو بلاتا ہون تو کہتا ہی بعد بار — کیون پاس ہم آئین تری کیا کام ہمارا

ان روز روز ہوئے ہی بت گمرہ کی محبت — کہدے نہ وہ کافر کہین اسلام ہمارا

چلتے مین کمر اوسکی لچک جاتی ہی ہر دم — ہی گل سے بھی نازک وہ گل اندام ہمارا

بیوجہ دل آرام اوسی ہم نہین کہتے — ہی وہ گل تر باعث آرام ہمارا

اس شرم سے ای شرم نہایت ہوئے اب شرم
معشوق نے جو شرم مرے کہا نام ہمارا

سرچ زن ابکی ہوا دیدہ گریان کیسا — تا فلک اشک کا پہونچا ہی یہ طوفان کیسا

اپنی عاشق کو کیا نون مین غلطان کیسا — گبر کہتی ہین تجھی ہی یہ مسلمان کیسا

بیخزان ہے چمن کو بچہ جانان کیسا — شرم ہم تجکو دکہالائی گلستان کیسا

جوش وحشت ہی یہی فصل بہاری ہی تو یہ — کپڑے ہی پہاڑون کا کوئی دم مین گریبان کیسا

اوس سے اور ہمسی اشارہ نہین ہوئین سو باتین — ناصحا بنکی تو بیٹھا تہا نگہبان کیسا

یہ اوٹھا لطف اسیری کہ اوسی بہول گیا — پوچھا صیاد سی ہوتا ہی گلستان کیسا

ہمنشین دیکھا ہی مشوق کو تونی ہمارے — ساری محبوبون مین سچ کہہ کہ ہی اچھا ان کیسا

چاند پر صاف گمان آئینہ کا ہوتا ہے — دیکھکر حسن رخ یار ہی حیران کیسا

روم اور شام کی سلطان تجھی دینکی خراج — فی الحقیقت ہی مری جان تو سلطان کیسا

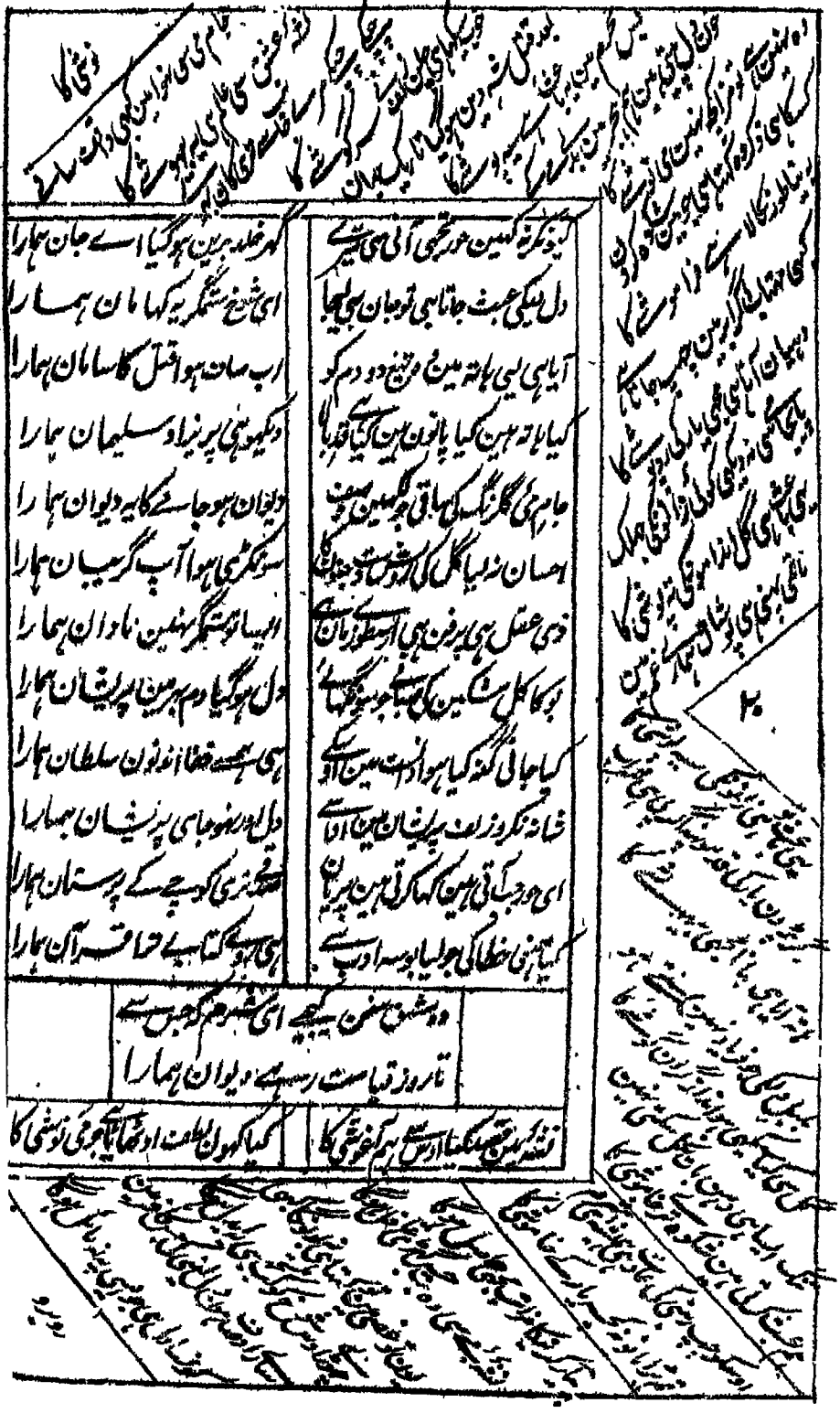

زہر ہو اوس بت طرار کی بھلی کی نہ بات
گفتگو بھولی کا کر کیسا ہی عاقل ہوگا

التجا کر کی مین کیونکر نگاہ کرفن اوس سے
عشقبازی مین ہو جسے جو کامل ہوگا

حور بھی دیکھ کے شرما گئی جسکے عارض
اوس گل ترکی بھلا کون مقابل ہوگا

تیر فرگان ہی جگر ہو مین گی کیھون رہے
تیغ ابرو کی جو دیکھے گا وہ بسمل ہوگا

چودھوین رات جو آئیگا مرا شک قمر
میر مہ طلعت کا شاہ مہ کامل ہوگا

سیر گلشن مین اگر تیرے نگاہون کے چلے
طائر رنگ چمن طائر بسمل ہوگا

ایک دن یار کی رفتار کریگی پامال
صدہزار نقش قدم زیر قدم دل ہوگا

دیکھیو بلکی گی گر دن سیمین بر دن کناز
کب گلی مین تری یہ ہاتھ حمائل ہوگا

نہ خنجر مین گلا آپ رکھونگا ہمدم
مستعد قتل پہ جب دم مرا قاتل ہوگا

صرف مژگان کا ہدف اوسکے نشانا ایدل
کسی کا کچھ نہین جاسے گا تو بسمل ہوگا

چاہ کسوسے ہے اظہار کرون مین اپنے
رہی سمجھ دار تو خود دل مین وہ قائل ہوگا

اور کو کیا ہی غرض پہ تو بتا ای ظالم
بوسہ مانگی گا وہی جو ترا مائل ہوگا

یون مہین ہر روز بڑہا حسن جو ماشا اللہ
ہی پہ ہے آج تو کل حور شمائل ہوگا

زلف تیری جو پریشان رہا کرتی ہی
کہ کچھ زلف مین اٹکی ہوئی دل کا ہوگا

بہیک مید اکی مانگی اگر ای سیم بدن
کاسہ چشم مرا کاسہ سائل ہوگا

خواہش وصل مین کتنا ہی دل بیتاب ہوا
ایک بھی خواہش بیجا نہ مرا دل کیجے
اتنا بیتاب نہ ہوتا دل شیدا ہوتا
نیچہ گر ہوتا پیکان جان بخش کی بوسی لیتا
ہوتا

خواہش وصل مین کتنا ہی دل بیتاب ہوا
ایک بھی خواہش بیجا نہ مرا دل کیجے
اتنا بیتاب نہ ہوتا دل شیدا ہوتا
نیچہ گر ہوتا پیکان جان بخش کی بوسی لیتا
ہوتا

ای فلک کاش تری چرخ کہان نا ہوتا
ای صنم کاش ترا نام و نشان نا ہوتا
سانہ تیری جو کسی راہ مین پیدا ہوتا
گرنی حسن سے آنا جو عروج کا زوال پر
عنبر گل پھول کی عارض کا پسینا ہوتا
حسن از بس کہ ترا آرایش زیبائی عالم
دیکھتا آئینہ اسے مارو تو سکتا ہوتا
نعت و توصیف کوئی تیری رقم کر دیکھتا
ہوتا

خواہش وصل مین کتنا ہی دل بیتاب ہوا
ایک بھی خواہش بیجا نہ مرا دل کیجے
اتنا بیتاب نہ ہوتا دل شیدا ہوتا
نیچہ گر ہوتا پیکان جان بخش کی بوسی لی

ہوگئی تقصیر مجھسے شوق ہی دیکھا کیا ۔ آج تو جان لی لیا بوسہ دوبارا آپ کا

اک غزل اس بحر مین اے مشرم جلدی سے پڑھو
راہ بھی اب دیکھتا ہے استخارا آپ کا

عشق اور دل سے جو ہوگا آشکارا آپکا ۔ پھر تو مشکل ہوگیگا ہم تک گذارا آپکا
بجلے گر پڑتی ہی دل پر جنبش مژگان کی سا ۔ ہی بلا آسمانی کیا اشارا آپ کا
ٹکڑے کرکی تیغ ابرو سی یہ دیکھی نگاہ ۔ ہر شہما ہی کسقدر دل پارہ پارا آپ کا
پھر گیا مجھسے جو وہ مہر و منجم نے کہا ۔ آج کل گردش مین ہی ہے چہستارا آپکا
ہین برا سون اسطرح مجھسے نہ بولا کیجیے ۔ کیجیے اوس سے گفتگو جو ہو پیارا آپکا
سو کی جو کہتا ہون کیون چپ ہو تو ہنسکر کہا ۔ اپنا دل اپنی خوشی کیا ہی اجارا آپکا
اک نظر عاشق کو اپنی دیکھیا جاکر کہین ۔ کوئی دم مہمان ہے یہ فوقیت کا مارا آپکا

غیر کی گھر جانیکو روکا تو بولے شرم سے
ہم تو جائینگی وہین کیا ہے اجارا آپکا

بحر مین موسم بہار آیا ۔ ابر گلشن مین اشکبار آیا
پھر چمن مین وہ بادہ خوار آیا ۔ پھر ولا موسم بہار آیا
مثل آئینہ سینہ صاف ہین ہم ۔ یار کی دل مین کیون غبار آیا

سبزہ عارض پہ تمہارے کسی کا تم نے نہ دیکھا
تمکو دکھلاؤ کہ ہمنے مہ شعبان دیکھا

کیا مزے کی طرح تمہین عشق ہی اوس عارض کا
ای گلو مین نے تمہین چاک گریبان دیکھا

اوس پہ یہ زادی کی عارض پہ نظر آیا خط
قبضۂ مور مین یا ملک سلیمان دیکھا

عمر بھر مرتے رہی تیری لب و دندان پہ
لعل دیکھا نہ کبھی گوہر غلطان دیکھا

بجلیان ہم پہ گرانی لگی وہ ہنس ہنس کر
ابر کی طرح سی گلشن مین جو گریان دیکھا

میرے قاتل نے جو تلوار لگائی ہنسکر
دہن زخم کو ہر وار پہ خندان دیکھا

زلف کی لہر رہی دل مین تر کشتون کے
سانپ کی قبضے مین یہ گنج شہیدان دیکھا

داغ صبر ہوا چاک زلیخا کی طرح
خواب مین جب تجھی ای یوسف کنعان دیکھا

حوصلہ پھر نہ رہا بادیہ پیمائے کا
قیس نے آکے ہمارا جو بیابان دیکھا

میرے داغون کو جو دیکھا تو یہ شوخی سی کہا
ہمنے ایسا نہ کوئی سرو چراغان دیکھا

مار رکھنے مین تری زلف دوتا یکتا ہی
ہمنے ایسا نہ کوئی اہنی پیچان دیکھا

جو کہ خو نخوار خلائق ہین وہ خوش رہتی ہین
لب سوفار کو کسو قت نہ خندان دیکھا

دل بیتاب کی ای شرم ہوی دو ٹکڑے
تیغ عریان کیطرح جب وہ سی عریان دیکھا

جو وعدہ کرکے وہ رشک قمر نہین آتا
قرار دل کو مری راست بہر نہین آتا

مریض عشق کی حالت تباہ ہوتی ہے — جو چار دن وہ مسیحا نظر نہیں آتا

تمہاری گوہر دندان ہی پہ ہوئے مجمل — فلک پہ عقد ثریا نظر نہیں آتا

فروغ رخ سے ہوئے دہر پر سطح معدوم — کہ جیسے رات کو سایا نظر نہیں آتا

سیاہ ایسی شب فرقت پیدائی ہے — فلک پہ ایک بھی تارا نظر نہیں آتا

تمہارے حسن نے عالم کو کر لیا تسخیر — کسیکا اب کوئی شیدا نظر نہیں آتا

جہان آنکھوں میں اندھیر کیوں نہ ہو ای شرم

ردیف — ہمیں وہ چاند سا مکھڑا نظر نہیں آتا — بای موحد

نگاہیان نے میری دل لیا کیا خوب — یہ بانکے سنئے ادا کیا خوب

فتنہ انگیز یار نے مجھکو — جو نہ لکھنا تھا وہ لکھا کیا خوب

انتخاب جہان ہے وہ تو شریر — تو نے ڈھونڈھا صنم ملا کیا خوب

رشک مہ حور وش پری چہرہ — مجھکو حق نے صنم دیا کیا خوب

خط رخ کی طرح پڑھا نہ گیا — آپ نے مجھکو خط لکھا کیا خوب

دیکھکر آئینہ بھی حیران ہے — حسن میں اوسکی ہی صفا کیا خوب

یکایک بھینکے ہمارے لاشے پہ — دیدیا تمنے خون بہا کیا خوب

مجکو روتے جو یار نے دیکھا — قہقہا مار کر ہنسا کیا خوب

یون سیکڑون دنیا مین پیر و جوان کیا کام
ہی ہمکو اوسی شوخ طرحدار سی مطلب

کیون کینچ کی تلوار کہا ناہی ستمگر
مجکو ہی تری ابرو خمدار سی مطلب

دل اوس بت کافر کی پہنسا زلف مین کر کے
رکہتا نہین جو اپنی گرفتار سی مطلب

تیری گل خرسار و مژہ سی ہی محبت
پروا ہی نہ کچہ گل کی نہ کچہ خار سی مطلب

وصف اک لب شیرین کا کیا کرتی ہین موزون
ہی ہمکو تو شیرینی گفتار سے مطلب

بہ عہد زمانی مین جو مشہور ہوی ہین
کچہ مجکو نہین ایسون کی اقرار سی مطلب

چور سی سیدہ اوکہتی ہین جہانگ کی اونکو
ان روزون تو ہی روزن دیوار سی مطلب

سفاک تری ابرو و مژگا نہ ہون شیدا
کچہ تیر سی مطلب ہی نہ تلوار سی مطلب

ہم ایسی بیمار رہا کرتی ہین اے شرم
ہی دل کو کسی نرگس بیمار سے مطلب

لا اپنی زبان تک تو دل آزار سی مطلب
ہی شرم تجی کس بت عیار سی مطلب

زہاد کیا کرتی ہین کیون حور کی تعریف
میری دل شیدا کو ہی دلدار سی مطلب

جو ظلم کیے اوسنی وہ سب سہ لی ہمنے
ہی ہمکو فقط یار ستمگار سی مطلب

ہین مکر سی ہزار فریبون سے بہی نفرت
کچہ ہمکو نہین اوس بت عیار سی مطلب

ساقی سی ہی کیا واسطہ اور جام سے کیا کام
ای دل تجی ہی اوس بت میخوار سی مطلب

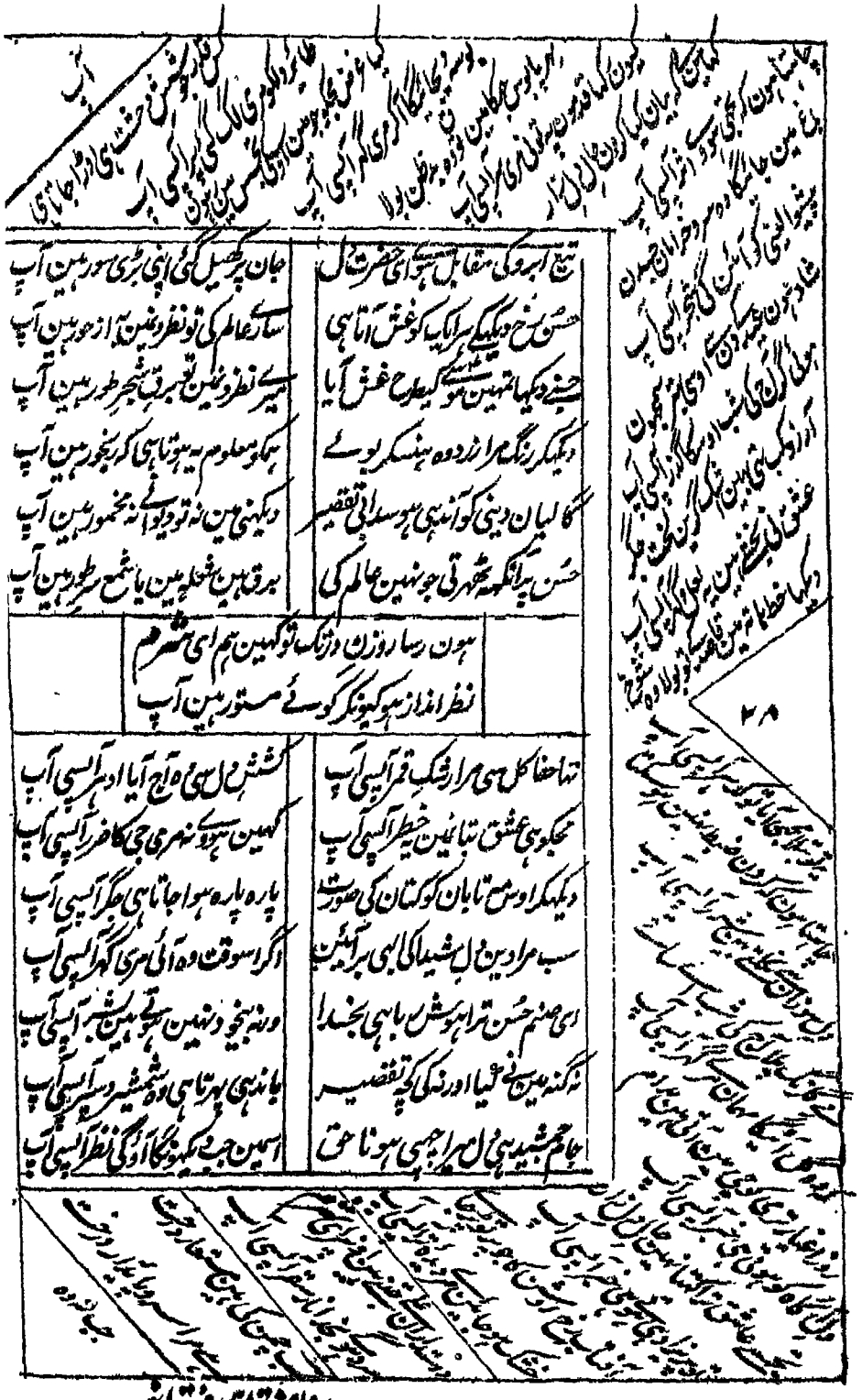

ردیف تائی فوقانیہ

جب وہ سرو ہو تو لطف ہے کیا — باغ مین یون تو ہین ہزار درخت

نخل گل تاک سرو اور شمشاد — عاشقون کو خوش آئے چار درخت

خال رخ کا تری وہ شیدا ہے — کیون نہ لالہ ہو داغدار درخت

تیغ ابرو جو تیرے پڑ جائے — ایک ہی دو ہون دو سی چار درخت

یاد قامت مین شوق ہی چڑھ جاؤن — وار ہی بحبکو میوہ دار درخت

قد کو تیرے مثال دے اون سے — کرین کیونکر نہ افتخار درخت

کیا پڑا سایہ زلف پیچان کا — عشق پیچان ہے پیچدار درخت

اوسکے عاشق ہون کیون نہ جن و شبہ — جسکے تابع ہون بے شمار درخت

باغ عالم مین تیرے مجرے کو — خم ہوے سارے میوہ دار درخت

اوسکے سیب ذقن کا کشتہ ہون — سیب کا ہو سر مزار درخت

برگ گل مین صاف کان سے تپے — پھول عارض ہے قد یار درخت

نخل گل شجکو مین کہون کیونکر — یار کلبن ہے خار وار درخت

صدقے ہون اوسپہ کیون نہ مرغ چمن — جان جسپر کرین نثار درخت

تو ہی شمشاد ایک بے سایہ — ورنہ ہوتے ہین سایہ دار درخت

اوسکے قد کو شجر کہون کیونکر — جسپہ سو جان سے ہون نثار درخت

یون تو باتین سبھی سب مجکو بھلی لگتی ہین
جی خفا ہوتا ہی غیر وقتکی مدارات کی وقت

ہجر مین اوسکے جو گذری ہین قلق دل پہ میرے
سب بیان صاف کرونگا مین ملاقات کی وقت

شب کو آنیکو جو کہتا ہون تو یہ کہتا ہی
تمنے خورشید کو دیکھا ہی کبھی رات کی وقت

خوب پیار کرونگا بخدا مین تمکو
ہاتہ آجاؤ گے پیار جو کبھی رات کی وقت

سب کو دیتی ہو ضیم بزم مین تم جام شراب
بھول جاتے ہو فقط مجکو عنایات کی وقت

جو تمنائین مری دل کی ہین سب نکلین گے
کبھی قابو پہ جو چڑھ جاؤ گی تم گھات کے وقت

دل مین رکھہ یاد تو ای شرم علی کی ہر دم
کام آوینگی وہ ہے تیرے مہمات کی وقت

بھلا اختر کو کیا دون کہ زلف دیوار سی نسبت
کہان قصر فلک کو ہی مکان یار سی نسبت

نہو جیا ہ نو کو ابرو خمدار سی نسبت
تو پہر کیونکر اوسی بچی کسی تلوار سی نسبت

جہان مین تا فلک ثانی نہین اوسکا نظر آیا
بھلا شمس و قمر کو کیا رخ دلدار سی نسبت

جگہ دیتی نہین ہو کسیلی پہلو مین پہر مجکو
کہ تمکو گل سی ہی تشبیہ مجکو خار سی نسبت

یہ بیمار محبت کے جدا ہی اور مرضون سے
مریض عشق کو کب ہے کسی بیمار سی نسبت

پسے جاتے ہین دل انکی ہیلو نسی تو جو چلتا ہی
نہین کبک دری کو تیری چہ رفتار سی نسبت

مکینان بہشت مرصع مین یان آکی بکتے ہین
نہین بازار یوسف کو تری بازار سی نسبت

۳۰

گیسوؤن کا تری طول جو یاد آتا ہی مجھکو — لاتی ہی مری سر پہ شب تار قیامت
یوسف پہ گری لوگ تو یون بولی زلیخا — اس جنس پہ ٹوٹی ہین خریدار قیامت
کیا نالہ مرا صور سرافیل سے کم ہے — دیکھو تو بپا ہی پس دیوار قیامت
سو فتنے اوٹھاؤنگا مین اے فتنۂ دوراں — یہ وصل کی شب ہی ترا انکار قیامت
خورشید قیامت ہی ترا چہرۂ پرنور — رفتار قیامت تری گفتار قیامت
سنہ حشر کی دن اپنا چھپالون گا کفن مین — رکھتا ہی نہ ہیت یہ گنہگار قیامت
چلنے سی تری فتنۂ محشر ہو ابر پا — لائے مری سر پہ تری رفتار قیامت
باہر نہ قدم گھر سی رکھ اے غیرت یوسف — آئیگی وگرنہ سر بازار قیامت
ہر ایک نہ کسطرح دل و جان سے ہو قربان — گفتار غضب جسکی ہو رفتار قیامت
کچھ روز قیامت کا ہمین خوف نہین ہے — دیکھی ہی تری چال سی سو بار قیامت
جب چلتی ہی ہوتا ہی بپا فتنۂ محشر — کیا قد کی طرح ہی تری تلوار قیامت
واعظ سی کہتی ہین تری یہ نیمنی والے — ہمکو نہ ڈرا دیکھی ہی سو بار قیامت

مضمون قد یار غزل مین ہین سراپا
ای شرم یہ سب ہین تری اشعار قیامت

عجب طرح کی رہی مجھکو بیقرار سے رات — فراق یار مین جیسکی پلک نہ ساری رات

خون رولا نا مرا منظور ہوا کیا ظالم
آج ہاتھون مین ملی تو نی حنا کیا باعث

دیکھکر اوس گل رعنا کو ہوا کیا وحشے
اگل سنے چاک اپنا گریبان کیا کیا باعث

شرم حیرت ہی یہی گانیوکا اوس بت سے
مجکو انعام ملا آج دیا کیا باعث

روٹھ کر مجسے وہ کافر نکلا کیا باعث
دفعتہً اوٹھ گئی دنیا سی وفا کیا باعث

پوچھتا مجسے وہ کافر ہی بتا کیا باعث
میرا اور تیرا کبھی مل نہ ملا کیا باعث

حق تو یہ ہے یہی تشویش رہا کرتی ہی
آج کل مجسے وہ ناخوش ہی خفا کیا باعث

وصل مین بھی ملن یار کو ملتا نہین چین
اب اثر کرتی نہین اسکو دوا کیا باعث

خود بخود آج چلی آتی ہین آنسو یہ حشم
یہ خدا ہی کو خبر ہے کہ ہوا کیا باعث

دفعتہً دام مین زلفون کے پھنسا کیون جاکر
کچھ بھی تو نی نہ کیا سوچ بھلا کیا باعث

پوچھا گلچین سے یہ مین نے کہ بتا دی مجکو
باغ مین آج مرا دل نہ لگا کیا باعث

کہا اوسنی کہ وہ گل رو نہین تیری ہمراہ
اس سبب سے نہ لگا اور ہوا کیا باعث

اگر نالہ مری فریاد سی بی چین ہوا
اگر ان اسکو خ ترا دل نہ کڑھا کیا باعث

زلزلی مین مرے نالون سے ہے سارا عالم
ای فلک خاک پہ تو گر نہ پڑا کیا باعث

کیا دلا یا رسے نظرون سے گرا مجکو
اشک کی طرح جو گر کر نہ اوٹھا کیا باعث

صورت غیر سیہ رو نظر آئے مجکو — یون لاحول پڑہون سامنے شیطان کے آج

جھانکا کیا رخ بت بیدین کا ہے اللہ اللہ — مین تو کیا دیکھی آئینہ بحیران ہے آج

کر کی زخمی مجھی ہنستا ہی وہ قاتل میرا — تیرے زخمون پہ نمکریز نمکدان ہی آج

دیکھا کہ اوسکو نہ کسطرح مین شادی مرگ — عید قربان کا ہی دن جانبحی قربان ہی آج

کہتے ہین تیغ بکف قتل کو یار آتا ہے — یہ اگر سچ ہی تو مشکل مرا آسان ہی آج

خون دل ہی نرہا کیا مین کرون مہمانی — غم مری بیچ مین آدھمکا مہمان ہی آج

وہ گل تر جو خفا ہی نہین ہرگز تجھسے

ردیف — پھر تو کسواسطے ای شرم ہراسان ہی آج — جیم فارسی

۳۵

شانہ ہین گیسوون کو کیا کیا پیچ — نہین چلتا کسیکا پیچ

زلف بیچان مین ہے بلا کا پیچ — نہین کہلتا ہے ہکا اصلا پیچ

پھنس گیا جاکے تیری زلفون مین — پڑ گیا دل پہ ہاے کیسا پیچ

تمنے شاید پڑہے ہے گل کشتی — روز کرتے ہو تم نرالا پیچ

زلف سنبل کو اوس سے کیا نسبت — اوسکی باتون مین ہی بلا کا پیچ

اپنے زلفین وہ مجھسے بنوائین — کیجیے آج کوئے ایسا پیچ

چشم افعی ہر ایک حلقہ ہے — مار گیسو بھے ہے سراپا پیچ

رہتی ہین روز گرد خریدار بی طرح — ہی گرم حسن کا تری بازار بے طرح

حالت ہی نزع کی اوسی جلی دیکھ آذرا — عاشق ترا ہی اندنون بیمار بے طرح

جور و جفا سے ہاتھ اوٹھانا نہین مجھے — کرتا ہی ظلم اب وہ ستمگار بے طرح

آکے سوا ہمارے کوئے پوچھتا نہ تھا — پیدا ہوا ہے ابتو خریدار بے طرح

اکدم مین سونگی گردن بسر ہم جان جدا — نکلا ہی مجھ پہ خنجر خونخوار بے طرح

تسبیحین اپنی توڑین گے زاہد یقین ہے — اوس بت نی آج پہنی ہی زنار بے طرح

ہرگز سوال اوس سے نہ اب کیجیو لا — بوسے کا کر چکا ہے وہ انکار بی طرح

کس کس کو قتل کیجیے گا مجکو ہی یہ خوف — باندھی ہی آج آپ نے تلوار بے طرح

تقریر تیری سنکی فلاطون کو آئی شک — ای جان ہی فصاحت گفتار بی طرح

لون آج غوب بوسۂ عارض ہی ہی وقت — بیخود ہی نشہ مین بت میخوار بے طرح

اسلام کا رواج تو دنیا سی اٹھ چلا — پہلے ہین اس زمانی مین کفار بی طرح

ای ہمدمو خدا ہی نجات اس مرض سی دے — ابا عشق کا ہوا ہے مجھے آزار بی طرح

ردیف — ای شرم اوسکی کوچے مین کیونکر نہ جائین ہم — آزاری رہا ہے دل زار بے طرح

دیکھی کس کس کے خون سی ہوئی ہے تلوار رنگ — پہنی ہی جو طرانگی مین وہ بت خونخوار رنگ

ردیف ذال مہملہ

اپنا بھی نیکی کرنیکو دل چاہتا نہین — ای یار ہم جو کرتی ہین تیری بدی کو یاد

چلتا ہی کس ادا سی تو اٹکھیلیون کے چال — ایسی تو چال ہوگی نہ کبک دری کو یاد

بجلے جو آسمان پہ چمکتی ہے ابر مین — رو رو کی ہم بھی کرتی ہین تیرے ہنسی کو یاد

چتون کو تیری دیکھہ کی ای فتنۂ زمان — جادو گیا وہ بھول جو تھا سامری کو یاد

کیا کیا ہنسے ہنسے مین اوسنی ہین کہا — اوس ماہرو کے کرتی ہین ہم دل لگی کو یاد

انصاف کچھ چکا نہ ہمارا تو ای خدا — کیا حشر کو کرینگے ستمے داوری کو یاد

شعرون کو شوق چھوڑ دیا تو نی اب عبث — کرتا ہی اک زمانہ تری شاعری کو یاد

موزون بر نگ مصرعہ قد ہی ترا کلام — کیونکر کرین نہ ہم تری اس شاعری کو یاد

ہوتا ہی دل مرا جو پریشان دوستو — کرتا ہون زلف یار کی مین انبری کو یاد

بھولی نہ عندلیب ہمارے فغان کی طرز — ہی آپکی دہن کی خموشی کلے کو یاد

کہیے مین جا کی بیٹھیے کہتا ہی دل یہی — کرتا ہون اے صنم جو تری کافرگیسو یاد

ای جان تو نی دل مین نہ مانیگی گھر کیا — رہتی ہی اس سبب سے تری ہر کسی کو یاد

خنجر کہ راہ راست پہ تو نے لگا دیا — ای عشق تیری کرتی ہین وہ رہبری کو یاد

لے جان زار و رد آئے وہ دل لی گیا ہی آج — اوس دلربا کی کرتی ہین ہم دلبری کو یاد

کرتا ہی بعد مرگ کوئی کب کسیکو یاد — آبا شنا ہین زندگی مستعار کے

۳۷

ہجر مین آرزو ہے یہ مجھکو — کہین آجا سے خواب ای قاصد
زلف پیچان کے یاد ہی ہر دم — دل کو ہی پیچ و تاب اسے قاصد
اعتبار اسکا کچھ نہین ہر گز — زیست ہے اک حباب اسے قاصد
اوسنے عاشق کہا کہ دیوانہ — کیا دیا ہے خطاب اسے قاصد
اوسکے خط کا جواب کیا لکھون — نامہ ہے لاجواب ای قاصد
فرقتِ یار مین ہے خون جگر — کیا پیون مین شراب ای قاصد
جلد نامے کو میرے تو پہونچا دے — تجکو ہوگا ثواب اسے قاصد
قدِ موزون کو اوسکے کہتے ہین — مصرعۂ انتخاب اسے قاصد
مے کشی کی جو اوسنے غیر کی ساتھ — ہو گیا دل کباب اسے قاصد

شرم کو لائے کیا خیال مین یار
ہی ابھی تو شباب اسے قاصد

آہ سوزان ہو بھلا کیا دلِ بیتاب مین بند — آگ ہوتی ہی کہین قطرۂ سیماب مین بند
اوس بھبھوکی کا تصور رہی دل مین تیرے — آگ ہو سکتی نہین مہر کی سیماب مین بند
بوسہ گرم جو کی نامہ پہ اپنے تو کہا — برق کو ہمنے کیا حلقۂ گرداب مین بند
کیہنچ لائے ہی اجل غیر کے گھر قاتل کے — آپ سی گاؤ نہ خانہ قصاب مین بند

۳۸۹

زیرا بروتیرے یہ خال ہی یا زاغ سیاہ | یا غلام حبشے کو کیا محراب مین بند

شرم کیا حال لکھین گردش چرخ دون سے
رنج کیا کیا ہین مرے اس دل بیتاب مین بند

وہی تقصیر کرے تیرا گنہگار پسند | جس سزا کو کرے ہر بار تو ای یار پسند
زلف شبگین کا مین دیوانہ ہون بس اپنی لیلی | مجھ سیہ بخت کو آتی ہی شب تار پسند
ہو گیا کبک دری یکلمکی از خود رفتہ | آگئی اوس بت میکش کی جو رفتار پسند
تیغ ابرو نی نہتی کیے لاکھون زخمے | خانہ جنگون کو نہین یہ تری تلوار پسند
مرگ عشاق کی ہر روز خبر سنتا ہے | میرے قاتل کو اب آیا ہی یہ ہم بار پسند
جنس دل دیکھ کی ریجھا ہی بہت وہ یوسف | زیب ہی کہی اگر اسکو خریدار پسند
خط مین تعریف خط سبز لکھی ہی مین نے | اسکو کیونکر نہ کریگا بت عیار پسند
جب وہ گلرو ہو ہم آغوش تو ای ہمنفسو | سو تبی اور چنبیلی کی ہون کیا ہار پسند
پھول گیند یکا جو کستا مری خط کو لیکر | شاید آئی اوسے طرز دل افگار پسند
دل جگر کی جو رقیب اپنی رکھی لاگی کباب | یا الٰہی نکری وہ بت میخوار پسند
اک فقط مین نہین دیوانہ تقریر صنم | ساری عالم کو ہی اوس شوخ کی گفتار پسند
عید کی چاند کی صورت اوسی سب دیکھتی ہین | اک زمانی کو وہ ہین ابرو خمدار پسند

خط کو سبزی چھپتا ہیں مگر شوخ تو چھپے
چھپتا نا ہوں لکھ لکھ کی ہیں دیوار سی کاغذ

سرنامہ نامی کو سر پر کہ سر سہرا فشاں
قاصد نہیں کم طرۂ دستار سے کاغذ

ہاتھوں سے لپٹتا ہی خط کہولتی ہیں ہم
لکھا ہی ہیں اوستی عجب پیار سی کاغذ

ہر بیت میں مضمون بہت گرم بندھا ہے
جلجائے نہ کیوں گرمیٔ اشعار سے کاغذ

ای شرم جو میں گریۂ خونیں کا لکھوں حال
رویف زنگین زیادہ ہو گل یار سے کاغذ

ای معاملہ

ایسی کج خلقیوں کی تاب میں لاؤں کیونکر
دن میں سو بار وہ روٹھی میں مناؤں کیونکر

غیر سائی کی طرح ساتھ رہا کرتے ہیں
ہمنشینوں میں اکیلا اوسے پاؤں کیونکر

غیر محفل میں نہ جاؤنگا یہ کہتی ہیں تو آپ
بے لیے قول یقین اسکا میں لاؤں کیونکر

چار آنکھیں نہیں ہوتے ہیں حیا لی مارے
کہتے ہیں تیر نگہ تجھکو لگاؤں کیونکر

ہی برابر مجھے قرآن کی واللہ عزیز
سر کی اوس بت کی قسم جو بھی کھاؤں کیونکر

تیری آنکھوں سے ابھی خنجر نکل آئیں گے
داغ خورشید و فرخشاں ہے دکھاؤں کیونکر

سنکے آمد تری کہتا ہی دل خود رفتہ
ہی بہت ضعف مجھی آپ میں آؤں کیونکر

شرم ہی میرا تخلص مجھے آتی ہی حیا
حال دل اپنا کسیکو میں سناؤں کیونکر

تشبیہ تری چہرہ پہ نور کو دیتا ہوتا نہ اگر داغ رخ ماہ مبین پر

مین حال غم ہجر بیان کیا کرون اے شوخ
صدمہ ہی بغیر اوسکی مری جان حزین پر

دل مین عکس چشم مست یار آتا ہی نظر
جام مین جمشید کی میخوار آتا ہی نظر

یہ کہان ہی لطف اے جمشید تیری جام مین
آئینہ مین دل کی عکس یار آتا ہی نظر

مثل نرگس کیا ترے آنکھون کا شیدا ہے جہان
دیکھتا ہون جسکو مین بیمار آتا ہی نظر

چھاگیا تونی کیا موقوف تو اس نرگسی
چشم گریان روزن دیوار آتا ہی نظر

رخت تن کیا جامہ ہستی کی پھاڑے اوڑھ چکی
آج کل دست جنون بیکار آتا ہی نظر

جو نہین دیوانہ تیرا بس وہ ہی دیوانہ ہے
جو ترا ہمیشہ خوش ہی ہشیار آتا ہے نظر

کہتے ہین پھبتی وہ مجھ گریان کی جسم زار پر
جسم تیرا آنسوون کا تار آتا ہی نظر

اور گئی کیا نیند میری طرح یاد زلف مین
تو جو زاہد مجھکو شب بیدار آتا ہی نظر

جاؤن کیا گلگشت کو ای رونق باغ و بہار
بی تری ہر گل چمن مین خار آتا ہی نظر

عاشقان سر بکف کی جان قائل جائیگی
ابروی پر چین ترا تلوار آتا ہی نظر

آگ پانی مین لگائی تہنی آرایش کے وقت
آئینہ مین شعلہ رخسار آتا ہے نظر

باغ مین ہے آگ فقط نرگس کو کیا ہی شوق دید
تیرا ہر اک طالب دیدار آتا ہے نظر

بیوفائی سی بیوفائی ہے
دل یہی کہتا ہی اور جا کوئی جان چھوڑ کر

اپنی مژگان کا ذرا دیکھو تو انداز ستم
غیشتر دل پر لگاتا ہی رگ جان چھوڑ کر

آسی آتی ہی کیا اب خنجر دکھانی ہمیں مجھے
صورت آئینہ کیون جاتی ہو حیران چھوڑ کر

دل مین رہتا ہی مری گھر اپنا جانا چھوڑ کر
مصر مین آتا ہی یوسف شہر کنعان چھوڑ کر

زاہد اگر جیتی جی الفردی محکو بہشت
کوچۂ جانان کو جاؤن باغ رضوان چھوڑ کر

دیکھکر کمخرا ترا کیا چہرۂ بت دیکھیے
کب مسلمان بیدکو پرستی ہین ایمان چھوڑ کر

جانتا ہون دوستی دوھشت کو ہی از دست ادب
میرا بھاڑ ابھی گریبان و نکا دامان چھوڑ کر

چاندنی کی سیر کو وہ رشک مہ نکلی اگر
اوڑکی پریان آئین فی الفور تخت سلیمان چھوڑ کر

ای دل وحشی تری اس فہم پر پتھر پڑین
عشق پریون سے کیا ہی انس انسان چھوڑ کر

میرے دل سی اس طرح ہٹتی نہین اوسکی نگاہ
جسطرح جاتا نہین ہے تیر پیکان چھوڑ کر

چاند سی چہرے پہ اپنی اسکو کہولا کس لیے
کسکو دیوانہ کروگی زلف پیچان چھوڑ کر

لب سے لب ملتی ہی اوس عیسی نفس کے جی اوٹھا
اب کہان کسطرح جاؤن لب جانان چھوڑ کر

الفت لیلے شمائل نے تو مجنون کر دیا
شرم کیا جاؤن چمن کو مین بیابان چھوڑ کر

ہی وسیلہ بنی وآل سبطے کا ای شرم
ردیف ہم نہین خوف قیامت ہی ہراساں ہرگز سین مہملہ

ہوگئی بدنام نہ نکلا مہ تابان ہرگز | بزلی خط کی نکلتی پہ نہ منہ دکھلایا
باغ کو جائی نہ وہ سرو خرامان ہرگز | کعبہ ہے کیسے بہار چمن رخ دیکھے
سامنی میری نہ پڑھ اپنا تو دیوان ہرگز | ہین گیا بزم مین اشعار سنانی تو کہا
ہوئی موتی کی نہو قدر مری جان ہرگز | کیون بنا بوند سی اجی رو کے بہاتی ہو تم اشک

جل گیا دیکھکے بیٹھا اوسی اغیار کی پاس | کل یکایک جو گیا اوس بت عیار کی پاس
ای خوشا بخت پہونچتی ہین جو دیوار کے پاس | اتا در وازہ بھی ہم جا نہین سکتی افسوس
بیٹھتا کاہیکو ہی پھر کسی میخوار کی پاس | بادہ نوشی کا اگر ذوق نہین زاہد کو
تو عیادت کو نہ آیا کبھو بیمار کے پاس | تپ فرقت سی تری ہوگیا مرنی کی قریب
زلف آجاتی ہی جسدم گل رخسار کی پاس | پیچ وتاب آہ تاہی کیا کیا مرے دل کو اوسدم
مال واسباب کہان مجھ جگر افگار کی پاس | نقد دل لو جو ضرورت ہو تمہین حاضر ہی
کبھی بھولی سی نہ آنکلی گنہگار کی پاس | ہی ہی آپ کی رحمت سی شکایت مجھکو
مان کہنی کو نہ جا ابرو خمدار کی پاس | قتل نیچرم وخطا ہوگا تو سن لی ای دل
ہین پہرا باندہی جو اس گلی ہو دار کی پاس | یہ ہوا خواہ نظر آتی ہین کچھ مجھکو نئے

ہو تو اور رون ہے عشاق افسوس
فتنہ قیامت ہے ہزار افسوس
وہ نگاہین ہو ہین چار افسوس
بعد رحلت کی سرہانے نہ آیا وہ
پھر کہے کو مرا مزار افسوس
ہے غنیمت سمجھ ہمنشین
نہ دیا بوسہ ایک بار افسوس
بولا تربت کو دیکھکر اسکی
ہائے کیا ہوگیا مزار افسوس
ہے تمنا ہی کو جواب عین بجا
ہوئے اوس کے عمل کنار افسوس
کیا ہے مژگان تار تار افسوس

افسوس

دل ہمارا گیا پہ جین گیا ہائے افسوس ہم سے افسوس ہم ہزار افسوس

دل مکدر ہے یار جانے نہ ہے ای جنون تیرا ستمگار افسوس

کیا بچے پاس تیری کشتون کے نگاہ آئینہ رخسار افسوس

نہین تلوار ابھی ہمارا افسوس

ہوت ائی نہ پھر کے جانان مین

ہم ہون دل مین شرمسار افسوس

ہوا وہ جسکا ڈر تھا ہم کو اخیر

ہوئی کی ہوئی اشکون کی زاویش

ہاری یار کی آنکھین مین

ہوی دشمن دین ہو گئین

کبھی گر سامنے مین یون ہون

۴۴

ہمارے اشکون کا اپنی ٹوٹ گیا کم ہوا سو ستیون کا ہار افسوس

نہین آتا تو اے سیج زمان کر رہا ہون دم شمار افسوس

بیقرار سے ہی اب تو آٹھ پہر لے گیا دل کا وہ قرار افسوس

اوسکو سینے سے کیا لگاؤن شرم

میرا سینہ ہے داغدار افسوس

تکرون کیون مین یار یار افسوس مجھکو بھولا ہے وہ نگار افسوس

ہم نہ ہوئین تری بہار افسوس غیر ہوئین گلے کا ہار افسوس

نہ معطر ہوا مشام کبھی نہ کھلی زلف مشکبار افسوس

ایک عالم خدا ہوا لیکن نہوے ہم ترے نثار افسوس

ایک دلبر کے ہجر مین دم بھر دل کو آتا نہین قرار افسوس

غیر کے ساتھ باغ جاتے ہین ہم ہین نظرون مین اونکی خار افسوس

دست حسرت ہو مین نے پھیلایا نہوا یار ہمکنار افسوس

قتل کرتے نہین وہ نابروسے نہین چلتے یہ ذوالفقار افسوس

کہتی ہین دیکھکر بھوین تیرے ملی کافر کو ذوالفقار افسوس

مجھسے ہمدم نے ایک دن پوچھا قطعہ روتی تم کیون ہو زار زار افسوس

چمن مین کیا وہ گل آیا تھا بلبل
کہی ہر شاخ جھک کر مثل آغوش

گئی دل کی طرح جان اوسکی ہمراہ
اوٹھا پہلو سے جب تک قبا پوش

نہین سنتا ہی نالہ میرا اسلئے
ہے سنگ شیشہ ہی کیا پنبہ در گوش

ردیف
کہین ہم کیونکر اوس سے حال اپنا کرین عرض
جو کچھ پوچھین تو کہتا ہی کہ خاموش
صاد مہملہ

دیکھہ لے گر زمین پہ تیرا رقص
کرے گردون پہ یار زہرا رقص

بسملون کا کسے خوش آیا رقص
دل تڑپ کر رہے ہے آج کرتا رقص

وجد مین آئے دیکھکر زہرا
ہے بتون کا ستم خدایا رقص

گلشن روے یار کو دیکھا
کب ہے طاؤس دل کا بیجا رقص

دیکھکر دور جام مستی مین
کہتے ہین دخت رز کا دیکھا رقص

آئی گردش مین تو جو پیرے آنکھہ
کرے ساغر کی طرح شیشا رقص

ناز سے وہ جو آئے آنکھون مین
تپلیون کا اوہین دکھایا رقص

سایہ بھی اوسکا رقص کرنے لگا
قہر ہے قہر اوس پری کا رقص

اسقدر ہے پسند طبع ستم
مرغ بسمل کا اوسکو بھایا رقص

کہتے ہین سب چمکتے ہے بجلے
کر رہا ہے جو وہ بہو کا رقص

فکرِ مآل کچھ نہیں دل میں بپا تو نہیں — آغاز سے ہی کام نہ انجام سی غرض

ہی دل میں عشق ابر و خمِ دلربا کا — وہ صدر مجکو ہی اسی حمصام سی غرض

دیتا ہوں نقد جان ابھی قاصد روانہ ہو — اے پیشگی جو ہی تجھے انعام سے غرض

جو پوجتے ہیں اوس بتِ کافر کو رات دن — کچھ اونکو دین سے ہی نہ اسلام سی غرض

آٹھوں پہر ہی زلف و رخِ یار کا خیال — مطلب نہ صبح سی ہی نہ ہی شام سی غرض

کہتے ہیں نامہ بر سے وہ خط پھاڑ کر مرا — کیا مجکو اوسکی نامہ و پیغام سے غرض

دل لے چکا مرا تو وہ کہتا ہی بیوفا — مجھکو نہیں ہی عاشقِ بدنام سی غرض

عاشق ہوں میں نہیں تو نرگسِ مخمورِ یار کا — ساقی نہیں ہی مجکو تری جام سی غرض

مجنوں کی طرح دشت نوردی کرینگی شرم
مطلب نہ گھر سی ہی نہ در و بام سے غرض

آئینہ ہو گیا بس دیکھکی حیران عارض — صورتِ شانہ نظر آئی جو درخشان عارض

لوحِ قرآن ہی جبین آیتِ سجدہ ابرو — خطِ عارض جو ہی تفسیرِ تو قرآن عارض

قامت آتے ہیں پریشان بھی کی لٹ ہے — واہ کیا کہتی ہیں یہ حضرتِ انسان عارض

عکسِ کاکل جو اسکا کبھی پڑ جائیگا — در و دیوار کو کر دی گا گلستان عارض

ایسی انسان کی نہ کیوں جن پری تابع ہوں — حلقہ گوشے خاتم تو سلیمان عارض

ردیف طائے مہملہ

ابر مین مہ چھپا ہی شرما کر — چھوڑ دے منہ پر جب آوے بال فقط

دلدہی کی غرض کچھ اوسکو نہین — یاد ہی جنگ اور جدال فقط

وہ ستمگر خفا نہو جائے — مجکو بس ہے یہی خیال فقط

جے اوٹھون مین اگر ملے مجکو — بوسۂ لب شب وصال فقط

دام تزویر سے بھی وہ رہ گئے ہین — وان ہی کیا گیسو ونکا جال فقط

تیر اونکے مژہ لگاتے ہے — گولے کیا مارتے ہین خال فقط

شب یہ گذرے کسیطرح اپنی دل — ذکر اوس ماہ کا نکال فقط

دل لالہ کے داغ دینے کو — سرخ اوڑھی صنم نے شال فقط

جسکو دیکھا وہ ہوگیا تسبل — اوسمین بس ہے یہی کمال فقط

تا قیامت نہووے صبح فراق — ہے یہ مطلب شب وصال فقط

چال چلتا ہے اسل داسے وہ — دیکھیے کیجے صنم کے چال فقط

حشر برپا کیا ہے قامت نے — لائے بہو بچال کیا وہ چال فقط

ردیف ی

چاہتا ہی وہ یا نہیں ای شرم — دیکھنے سے تجھے یہ فال فقط

ظاے معجمہ

مجھے ای شرم ہی محبوب کا بیکار لحاظ — عاشق زار سے کرتی نہین دلدار لحاظ

رو بہ رو رہتی ہی اوسکی اور ہستی ہی جبتک
آئے می نوشی کو گر سیر کدہ رشکِ آفتاب

گر نہ لی معشوق سی سیر کے کہین یارانہ شمع
جام پروانہ بنی ہر شیشہ رمیخانہ شمع

ردیف — غین معجمہ

غیر سے خالی ہی گھر اب ہم ہین اور دلدار ہے
شرم ہم ہین صورتِ پروانہ صاحب خانہ شمع

کر کی برقِ آہ نی کیا کیا کی روشن چراغ
روشنی سی ہوگیا ہر دانۂ خرمن چراغ

چہرہ پر نور جانان کا ہی کیا روشن چراغ
حسن کی اقلیم مین جلتا ہی بی روشن چراغ

گرمِ رفتار ہی کہائی تو سنِ جانان اگر
ہر قدم ہو جائے ہر نقشِ سُمِ توسن چراغ

گھر مین ہو پھر کسطرح سے ہجر کی شب روشنی
میری آہِ سرد سی ٹھنڈے ہوئی روشن چراغ

جب زرہ پہنی مرا صفدر تو بنجائے وہین
نور تن اوسکا ہی ہر خانہ جوشن چراغ

بعد مدت کم ہوئی وحشت تو یہ ثابت ہوا
غول تہی وہ جنکو مین سمجھا کیا روشن چراغ

اسقدر ہی روشنی اوسکی تنِ پر نور کے
رات کو دہوکا ہوا ہی پیرہن چراغ

خوبرویانِ جہان سے کب ہوا عالم کو فیض
آتش گل ہی کبھی ہوتا نہین روشن چراغ

شعر و سینی پہ زخمِ دل کی ہو کر مستعد
رشتہ بنجائی فتیلہ دیدۂ سوزن چراغ

شب کو وہ خورشید رو گر ہو خراماں صحن مین
ماہتابان کا وہین ہو جائے گل روشن چراغ

انس ہے دودِ آتشِ خسار سے مجھکو کمال
اس سبب سے گل نہین کرتا وخمِ گردن چراغ

ردیف قاف

ردیف الف

باغ بزم یار مین ای شرم گل ہو جاے وہ
گل کری محفل مین کر وہ غیرت گلشن چراغ

فرقت جانان سی ہی نہ سینہ آگ ہو تن سر بسر	کر سکے کسطرح سی روشن مرا مسکن چراغ
شوق مین اوس شعلہ رو کی کوچہ حاصل ہو مجھے	ہی ستارونکی طرح ہر ایک داغ تن چراغ

بزم میں نالہ کیا کرتا ہی غل ہی مدام
ساغرِ چشم کا کیا ہو گیا شیشا عاشق

دیکھتی حسن صبا داد جو تیرا ای بت
قیس کے طرح سی ہو تی تری لیلا عاشق

تیری ہنجام کا بنجام جو لیتا ہے کوئی
گاہ دل تھامتی ہین گاہ کلیجا عاشق

جھمک کی قد صورت آغوش نکیون ہو جاوے
ہم لغل ہو نکی رکھتی ہین تمنا عاشق

کبھی مجنون کبھی فرہاد بناتی ہین کہار
خاک سی میری ہوا کرتی ہین پیدا عاشق

ایک الفت مین ستم اتنی مری نام ہوے
مضطر و بیخود و دیوانہ و شیدا عاشق

مین ہی تنہا نہین اوس ملکہ ی پہ عاشق ہی شرم
ردیف حسن پر اوسکی تو سے سارا زمانا عاشق کاف فارسی

۵۱

کیون نہ ہر لحظہ مگر گون ہو دلِ ارسکا ہنگ
اک زمانی ہی نوالا ہی مرے یار کا ڈہنگ

قتل عاشق کو کیا کرتی ہو پیچ و خم و خطا
تمنے سیکہا ہی کسی شوخ جفا کار کا ڈہنگ

گاہی خوش کر دیا گاہی کیا آزردہ مجہی
سچ کہو سیکہے ہو تم کس ستمگر کا ڈہنگ

لوگ کہتی ہین کہ انسان ہی پرے کی صورت
ہو بہو ہی یہ اوسے شوخ طرحدار کا ڈہنگ

چمکیان اسکی جگاتا ہی مین جب سوتا ہون
اوس ستمگر نی نکالا یہ نیا پیار کا ڈہنگ

ابہی بودیتی ہین محفل مین ترے خاص و عام
گرد کہا دون مین اس بانی محفل آرکا ڈہنگ

گاہ شوخی آتا ہی گاہی اسی بیہوشی سے ہے
آج کل ضعف سے یہ ہی ترے بیمار کا ڈہنگ

گمان ہر ایک کو ہوتا ہی تار بستر کا ۔۔۔ ہوا ہی ضعف سی یہ تیری ناتوانی کا رنگ

وہ سرخ رنگ ترا ہی کہ روبرو تیرے ۔۔۔ سیاہ آیا نظر مجکو ارغوان کا رنگ

یہ نازکی ہی کیا جب تصور بوسہ ۔۔۔ مثال غنچہ سوسن ہوا دہان کا رنگ

فراق گل مین خزان نے مگر رولایا خون ۔۔۔ ہوا ہی سرخ جو بلبل کی آشیان کا رنگ

ہماری آہ کا شاید دہوان یہ پھیلا ہی ۔۔۔ نہین کبود ہی بیوجہ آسمان کا رنگ

گلابی ٹوپی کی رنگت عیان ہے ہلنے سے ۔۔۔ نظر کہان ہین آتا ہی یہ کہان کا رنگ

مری فسانی کو سنکی روانی زار و نزار ۔۔۔ بندہا یہ محفل جانان مین داستان کا رنگ

ہمیشہ غصہ سی منہ اوسکا لال رہتا ہی ۔۔۔ ہی اندنون مین ہمارے یہ مہربان کا رنگ

تمہاری گرمیون سے وہ بھی مثل شمع جلا ۔۔۔ ہوا یہ آپکی محفل مین شمعدان کا رنگ

اوسی جو دیکھی ہنسی ہیکو دیکھکر روئے ۔۔۔ ہماری رنگ سی بہتر ہی زعفران کا رنگ

کسیکے خون سی رنگین ہین در و دیوار ۔۔۔ شفق سی سرخ نہین ہی ترے مکان کا رنگ

گلوری یار نے منہ مین جو لی تو بل بے صفا ۔۔۔ عذار سی نظر آتا ہی برگ پان کا رنگ

فریب مکر و دغا و حسد ہر ایک مین ہی ۔۔۔ عجب طرح کا دکھائی دیا جہان کا رنگ

زبان کالی ہوئی خوب کوسنے مجھکو ۔۔۔ ہوا مسی سے کبود آپکی زبان کا رنگ

برنگ شمع جلاکرتی ہی مزار مین بھی ۔۔۔ یہ سوز غم سے ہوا میر استخوان کا رنگ

کہتی ہین نماز سے مع خون کروں کیون قضا حاصل
ہاتھ مین اپنی لگاؤ تعین جتنا کیا حاصل

بزم مین اوسکی کرین غیر رسائی پیدا
کیون رہون یار سے اکدم مین جدا کیا حاصل

خط تو لیجا مرا آپ تو اوسکو کہو دے
قاصد اوسکا انجی دون مین تمام کیا حاصل

وہ نہ آگاہ ہوا میرے تڑپنے سے اگر
بے اثر نالہ عبث ہین نے کیا کیا حاصل

اپنی بیمار بھی اچھی کہین ہوتے ہین بھلا
ای طبیبو مرے کرتی ہو دوا کیا حاصل

چاہتا ہی جسے دل پاس نہین وہ ساقی
جام کو مے سے اگر تو نے بھرا کیا حاصل

آجکی شب تو نہ دم دیکے چلی جاؤ تم
راست بازون سے یہ گرتی ہو دغا کیا حاصل

لطف بی یار کے اچھی گانہ مے نوشی کا
مے سی ساقی نے اگر جام بھرا کیا حاصل

کیون پلاتا ہی دوا وقت ہا بان طبیب
ہوئی بالفرض اگر مجکو شفا کیا حاصل

دیکھہ لیتا ہون تصور سے مین ہر دم اوسکو
منہ چھپاتا ہی جو وہ ماہ لقا کیا حاصل

غیر سچے ہین تری آگی ہین جھوٹی ہین
بیوفا تجھسے کرین ہم جو گلا کیا حاصل

سگ و لدار جو کہاتا تو سعادت ہوتے
استخوان تو نی اگر کہائی ہما کیا حاصل

کوئی کانٹا نہ چبھا کوئی نہ چھالا ٹوٹا
پھری صحرا مین جو ہم برہنہ پا کیا حاصل

بدگمان ہی نہین کچھ اوسکو محبت کا یقین
جان بھی تو نی جو دی اوسپہ تو لا کیا حاصل

یار کی دل کا غبار آہ نہ دھویا اسنے
آنکھہ ہی میرے اگر اشک سے گرا کیا حاصل

کیا غرض چاندسی اپنے مرخ کہ پیشانی پر ہو تلک
کسی لڑکی کی لی تو قدح شیر نکال

زلف شبگوں کے جو الفت میں دلی کہائی ہے
دہنِ زخم سے اب نالۂ شبگیر نکال

یار بھی نالہ کری تیری طرح سی ای شرم
دل سے آہ ایسی تو اک صاحبِ تاثیر نکال

نہیں پوشیدہ اوس صنم کا حال
مجھپہ ظاہر ہے دمبدم کا حال

رشک آنے لگا عطارد کو
سنکے اوس شوخ خوش رقم کا حال

میں تو عاشق ہوں کیا بیان کروں
جور کا اوسکے اور ستم کا حال

دم اولجھتا ہے عشق گیسو سے
کیا کہوں اوسکے پیچ و خم کا حال

اتو دیتا ہے جھڑکیاں ہر دم
آگے ایسا نتھا صنم کا حال

قول دیکر مجھے ہوا بے قول
دیکھو کافر کے تم قسم کا حال

دیکھے زاہد تو کلمہ پڑھنے لگے
بندہ ہی یہ اوس صنم کا حال

کوئی سنتا نہیں کہوں کس سے
رنج کا اپنے اور غم کا حال

بے چھرے قتل ہو گئے ہم تو
ہے یہ اون ابرو کی خم کا حال

کہیے مخمل جو دیکھے یاد آیا
یار کے نرم و شکم کا حال

سادہ کاغذ کو کر دے افشانی
ہی یہ اب کلک زر رقم کا حال

دم مین ہو جائیگا بیشہ جہان کا زیر و زبر
تیغ اس طرح رسی کرنا نہ حمائل قاتل

منہ پہ کیا زخم تری تیغ کا کھائیگا کوئی
یہ روپہلی ہی کہ جسی کہ پہنا ہی شکل قاتل

چشم و خال خ دلدار پہ موقوف نہین
دیکھیی تو ہی مرے جانکا تل تل قاتل

دل ہی مین جوش تصور سی نہین ہی الفت
روح کی طرح رگ و پی مین ہے داخل قاتل

تیری آگی نہ جلی شعلہ عذار و نکا چراغ
گل ہوا گی تری شمع مہ کامل قاتل

دوڑ کر آیا جو مقتل مین چڑہا دم میرا
پاؤن پھولی دم آخر سر منزل قاتل

قتل کرنے سے مری ننگ نہین لازم ہے
شرم بھی ہی تری جانباز و مین داخل قاتل

جلوہ گر جب ہے خ انور کا ہوا تل قاتل
رحل ہر خ ہوا دیکھکے بسمل قاتل

نقد جان تجھپہ تصدق کی جانبازون نے
ہو گی گنج شہیدان ترے محفل قاتل

چاندنی زخمی الفت کو نہ کیونکر مارے
تیغ ابرو ہی ہلالی مہ کامل قاتل

بعد مردن بھی ہے یہ شوق شہادت ہمکو
حشر کو اوٹھین گے گھتے ہوے قاتل قاتل

خط ہی بالکل نہ نظر چشمہ حیوان ہی دہن
زلف ہی مثل پری حور شمائل قاتل

گل کہلاتی تیغ نگہ سی ترے کوئی دم سیر
چھپے باغ مین کرتی ہین غماز دل قاتل

چمن چو سر شمشیر جو تو دکھلائے
چمنستان سنے کل آہین غماز دل قاتل

جام مے اب تو پلا اور سے کیوں ساقی
مست و بیخود ہی سبھی کیجیو جام سے ہم

سیج پھولونکی بچھا رکھی ہین اوس گل کی لیے
کرتی ہین وصل کا ساماں سرِ شام سے ہم

دل نے کی آہ نہ کچھ بی دید سمجھتی جو اوہین
ہوئی آغاز مین آگاہ نہ انجام سے ہم

چٹکلے لی دل مین اگرچہ کبھی کہلا بھیجا
خاک پر تیری نامہ و پیغام سے ہم

وعدہ آنیکا کر اے جان کہ شاد ہو دل
یون تو خوش ہوتے نہین ایسے کسی پیغام سے ہم

جیتے جی ہیچ سے زلفونکی نکلنا معلوم
ہی یقین کی بھی چھوٹین گی نہ اب دام سے ہم

یار تری بات سے ہم اوکی برا مانتی تھے
اب خفا ہوتی نہین یار ترے نام سے ہم

یہ تو قدرت ہی کہان گھر مین جو اوسکے جائین
دیکھہ لیتی ہین مگر اوسکو در و بام سے ہم

ای بتِ پردہ نشین تی تو نہین ہم تجھپر
مگر اٹکے نہین آگاہ تری نام سے ہم

غیر کو ساتھ جو اوس گل کے نہاتی دیکھا
آگ کیطرح جلی گرمیِ حمام سے ہم

دور ساغر شبِ فرقت مین خوشی آئی کیونکر
کہ سمجھتے نہین کم گردشِ ایام سے ہم

یون بسر ہوتے ہی فرقت مین ہمارے شبِ ہجر
روز کرتی ہین سحر روکی سرِ شام سے ہم

تر کسی شوخ صنم کا دلِ شیدا تھا مریض
تلخ کام اور ہوئے شیرہ بادام سے ہم

پھر نہ سمجھا ہون کسی لف کی پیچیدہ مین آپ
ہو بکی جائین جو صیاد تری دام سے ہم

لائی مکتوب جو دلبر کا ہمارے قاصد
پاٹ دین آج اوسے خلعتِ انعام سے ہم

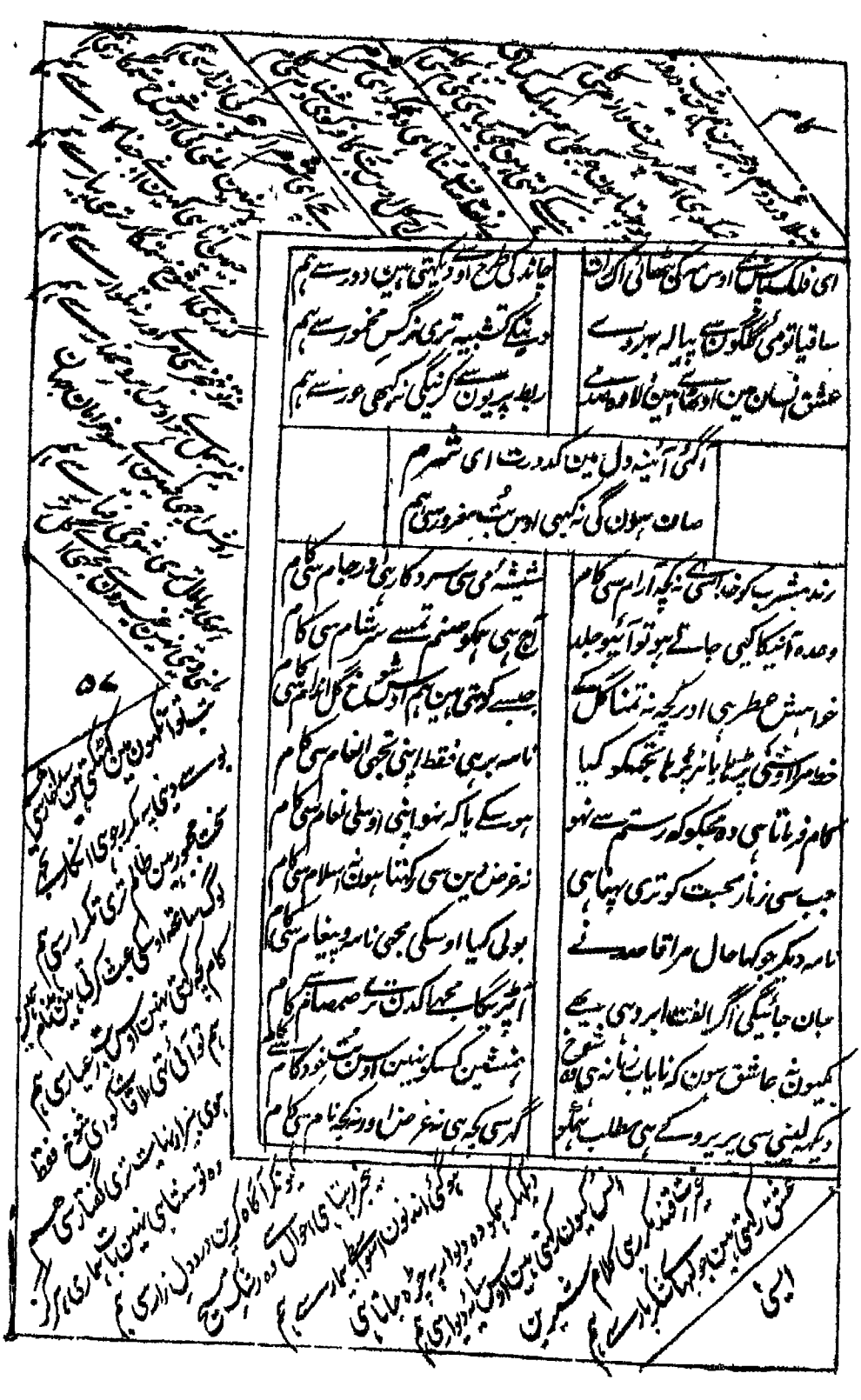

ایسی قسمت سے کہان پاس تمہارے بیٹھیں
جہانگیری ہین یہ تہمین نورِ فیروزی ہم

مثلِ یوسف ہین ترا لاکہ خریدار ایجان
چلتی ہین ایسی تری گرمیِ بازار سی ہم

یاد آجاتا ہی جبدم تری گہر کا ہمین خیال
سر کو ٹکراتی ہین کیا کیا در و دیوار سی ہم

ردیف — ہم سخن رہتی تہی یا اوس گل تر سی ای شرم
یا تو اب کرتی ہین باتین در و دیوار سے ہم — نون

تو جو ای ہمسی نفس غنچہ آیا سے گہر سات ہین
ہو گیا سوی عدم میرا سفر برسات ہین

میرے رونی سی نہ کیون وہ سرو قامت ہو نہال
دیکہہ لو سرسبز ہوتی ہین شجر برسات ہین

سیپ پیاسے ہوتی ہوتی ہین پیدا سدا
چشم کی دریا سے نکلے یان گہر برسات ہین

وصل کی شب اٹہیان کیا ہی کہلاتا ہی لطف
ای خدا جلدی نہو جائی سحر برسات ہین

سارا سامان عیش کا تیار ہی اوسکی لیی
گہر مری وہ رشک مہ آئی اگر برسات ہین

فرقت گریہ کہتی ہین رو ے مخطط دیکہکر
واہ کیا جلوہ شام و سحر برسات ہین

اشک خونین گرم مژگان سے مری جاری نہین
ابر باران سے برستی ہین شرر برسات ہین

جانتا ہون ابر باران سی نکل آیا ہی چاند
گر مرا گہر اوسکا ہوتا ہی گذر برسات ہین

نامہ لیکر کیون نہین جاتا تو اوس شوخ جگت
ای کبوتر جہڑ گئی کیا بال پر برسات ہین

منہ پر ستا ہی نہین اولٹا یہ سمجہا ہی جہان
حال پر روتا ہی میرے ابر تر برسات ہین

عطر مین مشک مین عنبر مین تیا دو مجکو
واسطے کسکی صنم تمنی بسا ئین دلیان

خاک آنکھون مین ترے تجکو ندونگا ہرگز
دور سے کہکے یہ ظالم فی دکھا ئین دلیان

صورت آئینہ لیس کر دیا حیران مجکو
اس واسی بت کافر فی دکھا ئین دلیان

سچ بتا دو کہ محبت مین زیادہ ہمسے
آشنا کون تھا وہ جسکو کہلا ئین دلیان

مین نے دزدیدہ نگاہون سے جو دیکھا تو کہا
چوگڈی سے سے مری تو فی چورا ئین دلیان

قتل اس ناز و ادا سے مین نہو تا کیونکر
مجکو وکہلا کے ستمگر فی چبا ئین دلیان

یار ہمسے تو کہو کیلیے وسواس کیا
شرم کی بات ہے کیون تمنی نہ کہا ئین دلیان

۵۹

گر سر گیا رقیب تو شادی کی جا نہین
دار فنا مین کوئی ہمیشہ رہا نہین

کس طرح مین کہون کہ مرا جی فضا نہین
غصہ سہی نامہ یار کو مین فی لکھا نہین

تشخیص کیا طبیب کریگا اس مرض کی آہ
یہ درد عشق وہ ہی کہ جسکی دوا نہین

رنج و ملال دوست کو ای دل نہ دیجیے
آزردگی مین یار کی سر گز مزا نہین

کیا جانی دلبری کی وہ انداز ہمدمو
دیوان عشقبازی کا جسنے پڑھا نہین

آئی بہار پھول کھلے باغ مین مگر
غنچہ ہمارے دل کا ابھی تک کھلا نہین

قاصد سہی راز دل نہ کہیگا حجاب سے
لا انتہا ہی شرم اوسی بیحیا نہین

دیکھکر نبض مری ہنسکے یہ کہتی ہین طبیب
عشق ہی اسکو کسیطرح دکھا زار نہین

ہمنے دیکھا ہی ہزارون ہی ستمگارون کو
کوئی ثانی ترا ای شوخ ستمگار نہین

گاہ خوش کرتی ہو اور گاہ رولا دیتی ہو
وہ عنایت وہ مروت وہ ترا پیار نہین

اور اگر کچھ نہین ملجاتا ہی باتونکا مزا
سچ یہ ہی لطف سے خالی ترا انکار نہین

بزم قاتل مین الٰہی نہ ڈگی پای ثبات
شمع کی طرح بھی کس سے سر و کار نہین

ہو زیارت شہ کونین کی روضہ کی نصیب
اور کچھ دل مین تمنا مری زنہار نہین

خنجر غم کی ہین لاکھون دل افگار پہ زخم
جز حسینؑ ابن علیؑ کوئی خبردار نہین

دونون عالم کا حسینؑ ابن علیؑ مالک ہی
ایسا سلطان نہین ایسا کوئی سردار نہین

کیا کہین حال اسیران محبت تجھسے
دام الفت مین کسیکی تو گرفتار نہین

تمام دل تیری برائیکے اور نہین سی ای شرم
جز علی اور کوئے تیرا مددگار نہین

نہ تو جا سکتے ہین ہم اور نہ بلا سکتی ہین
اونکا جی چاہی تو سو بار وہ آسکتی ہین

گھات مین رہتی ہین ہر وقت یہ بدذات
آج کل پاس ہم اونکی نہین جا سکتی ہین

شکوہ کیا ہین کو دل غمگین مین ہزارون ظالم
پر تری ڈر سی زبان تک نہین لا سکتی ہین

جان سے ہاتھ اوٹھالی ہوی ہم بیٹھے ہین
پاس اغیار اوہی اپنی بٹھا سکتی ہین

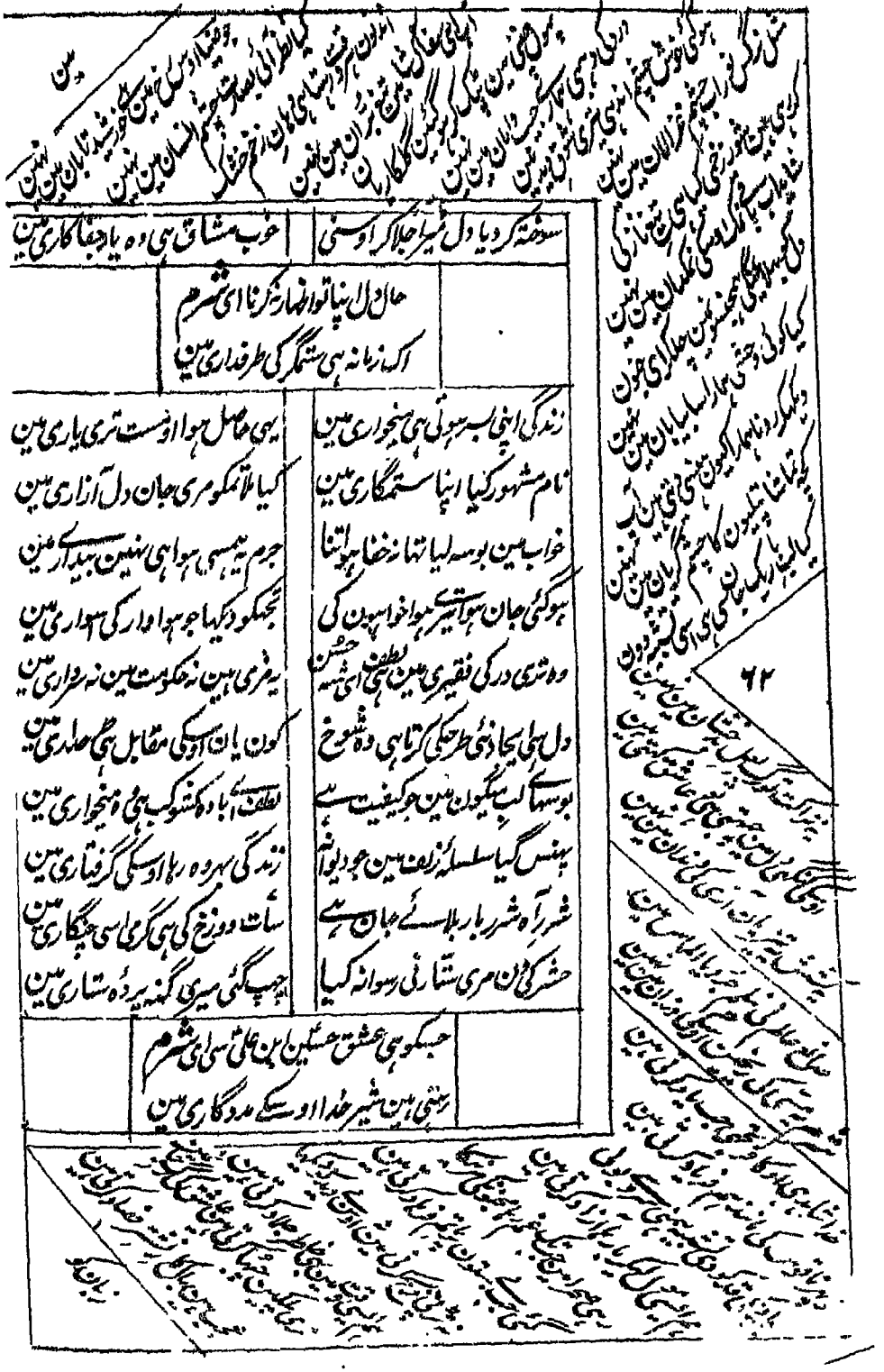

زبان کو کاٹتی ہین ہونٹھ ہم پھر چبا لیتی ہین

لب شیرین کی بوسی کی مزاحمت بھی کرتی ہین

تمنا رہگئی کوئی بھی اگر یہ نہین کہتا

چلو بیٹھی ہو کیا اسد مرحوم کو یاد کرتی ہین

یہان تک تنگ نا دون ہے ہمارے ہین گیہ گبر اکر

وعا مرنی کی میرے واسطے صیاد کرتی ہین

اوڑا کر عاشقون کی خاک ظالم منہ سے کہتا ہے

ہوا خواہ ہو نکو اپنی آج ہم برباد کرتی ہین

چمن مین جب وہ خوشقد یاد آتا ہی تو حسرت سے

تسلی کی لیی پا بوسی شمشاد کرتے ہین

وہ اگلی سی نہین ہی سخت جانی مر رہی ہین ہم

عبث وہ تیز اپنا خنجر فولاد کرتے ہین

وہ بیخود ہون جو اوسنی غیر ہی کی بات محفل مین

یہی سمجھا وہ شاید مجھسی کچھ ارشاد کرتی ہین

کہان جاتی ہی لگی ہم وابستہ بیخیر الفت ہین

ہمین بیڑی پہناتی ہین یہ کیا جلاد کرتی ہین

نہایت رنج ہوتا ہی بت بے شرم روتی ہین

ذرا بھی یاد جب ہم شفقت استاد کرتے ہین

دیکھکر ہمکو جو منہ آپ چھپا لیتے ہین

نہین معلوم کہ ہم آپ کا کیا لیتی ہین

سچ ہی راحت نہین ملتی ہی کبھی الفت مین

بوسہ تب دیتی ہین جب ہمکو جھکا لیتی ہین

ایک دو جام سے کیا ہمکو ملے کیفیت

ہین وہ میکش خم افلاک چڑھا لیتی ہین

گوش نازک کی جو اوصاف بیان کرتا ہون

دل مین جو آتا ہی وہ مجکو سنا لیتی ہین

انگلیان پنجہ مرجان ہین کف پا گل سرخ

دست و پا اوسکی کب احسان حنا لیتی ہین

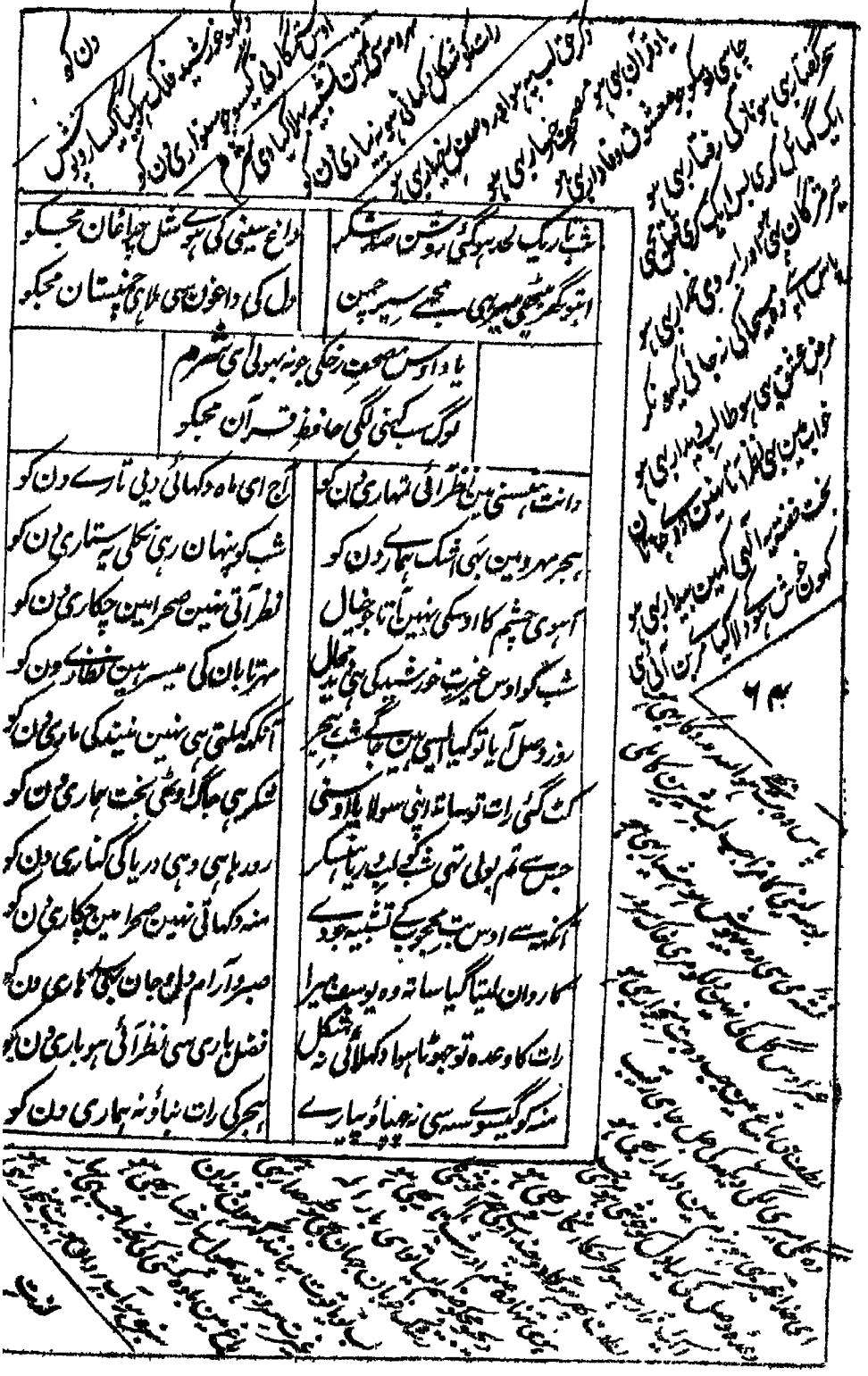

لذتِ وصل نہ حاصل کبھی ہوگی اور سے
جو جفا کار بھی ہو اور ستمگار بھی ہو

تب مین سمجھون کہ لکھی وصف لب شیرین کے
دم تحریر قلم میرا شکربار بھی ہو

جھگڑون جب مین طلب بوسہ پر اوہ تنک کے
لطف ہی سالہ تری انکار کی اقرار بھی ہو

دم نظارہ اوٹھی باغ مین پھر دونا لطف
چشم مخمور بھی ہو نرگس بیمار بھی ہو

قدر داں ہو جو حسین آل اوسی نیا ای شرم
ناز بردار بھی ہو اپنا خریدار بھی ہو

جسکے سبب سے چھوڑ دیا اک جہان کو
یارب جدا نہ کیجیو اوس میری جان کو

گو جان عاشقی مین گئی نام تو ہوا
لازم یہی ہی سود کہون اس زیان کو

گھل گھل کے تیری عشق مین لاغر ہوا ہون مین
تو دیکھ میری پوست کو اور استخوان کو

ای سوز عشق تونی جلایا ہی اسقدر
انگار کر دیا ہی سراک استخوان کو

پرشاک آبے آج جبکی اوسنی زیب تن
خجلت سے پانی پانی کیا آسمان کو

کچھ حال دل کہون تو وہ کہتا ہی چل پرے
سنتے کہا مین نہین ترے اس دل ستان کو

دیکھا سو فلک تو لگا کہنی یہ وہ شوخ
کیون بار بار دیکھتے ہو آسمان کو

جی جا رہے ہے میرا اسمین جو ہو سو ہو
نامہ نہین مین لکھتے کا نامہربان کو

گل کو غدار نے تری شرمندہ کر دیا
تھا سرخ وہ سفید کیا ارغوان کو

اوس بت سے بول چال مگر ترک ہو گئے
ای شرم کچھ کہو تو سہی کیوں اداس ہو

وہ رشکِ گل چمن میں اگر میری پاس ہو
ایسا کٹی کہ رنگ گلِ تر اوڑ اس ہو

اون پھولوں کو بھی ہنوز نگاہ کبھی نہ باغ
جس پھولوں میں میرے گل تر کی باس ہو

گلشن میں ہو بہوش گل ہو لبِ جو سا قیا
وہ گل ہو اور ہاتھ میں ہی کا گلاس ہو

ابکی بہار میں جو زرِ داغ ہاتھ آئے
گل کی طرح فتوح مجھی بے قیاس ہو

شرمائی دیکھکر شفقِ آسمان بھی
جسدن وہ شوخ پہنی شہانا لباس ہو

ہمراہ اپنی مجھکو بھلے لے لیجے سیر کو
گر چاہتی یہ ہو نہ کبھی جی اداس ہو

مرزا ہی ایسی شخص کا بہتر ہی ہجر میں
ای یار وصل یار کا جسکو نہ راس ہو

بتھلا ئو پاس غیر کو ہم دور روئیں میں
افسوس ہی ہمارا تمہیں کچھ نہ پاس ہو

ای شرم کون راحتِ جاں سی چھٹ گیا
غمگین ہو اول بہت ہو اوداس ہو

پہلے اس وحشی کی ثابت کریں تقصیر دو
پھر مجھی شوق سی پہنائیو زنجیر دو

ایک بوسہ لیا کسدن ہو میں تقصیر دو
کیوں مرے پانوں میں پہناتی ہو زنجیر دو

کہا قاصد نے کہ لایا ہوں میں پیغام وصال
رنج خلعت بھی پہناؤ کہ جاگیر دو

دونوں لفظوں کا تری آیا جو وحشت میں خیال
پیر گیسو انوں میں سے میرے بنی زنجیر دو

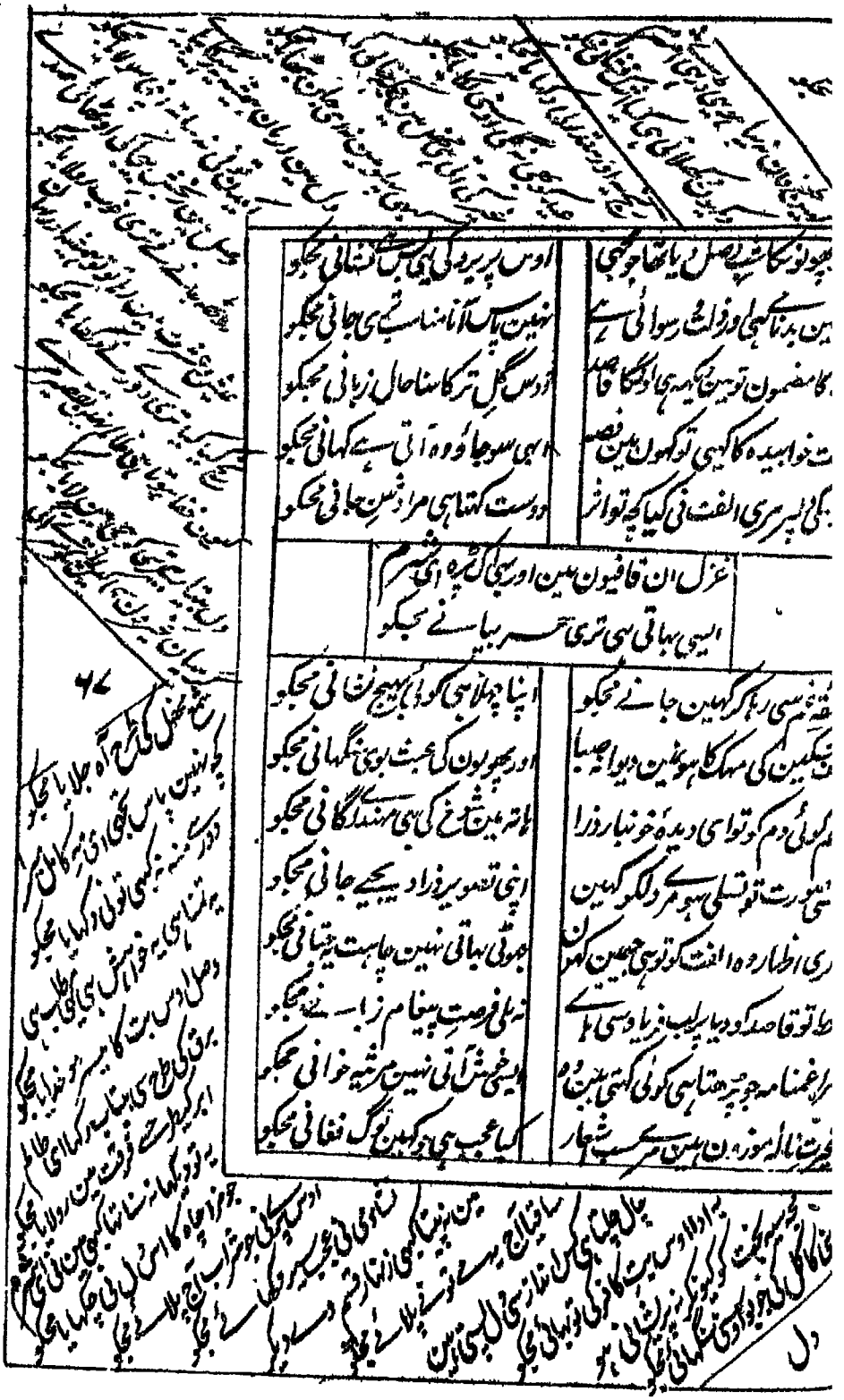

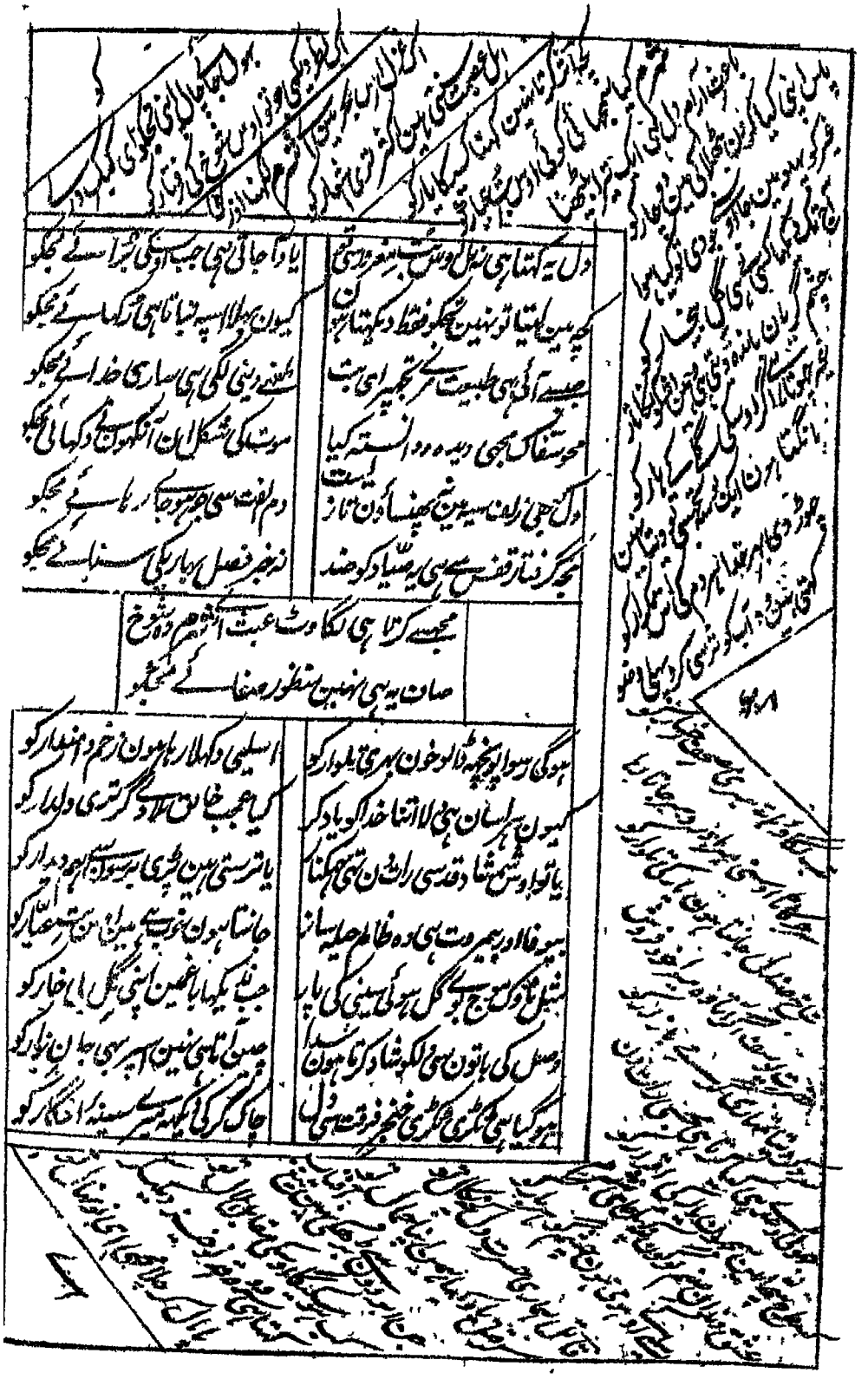

ای بے خبر سنا نہ ہوں دلدار کی خبر
کہتا ہوں حال زار دلا ہو بحال تو

ہاری رہیگا خون دہن تر سی مرے
جب تک اپنی بانہ پہیگا سنہ کا وگال تو

ای ہی ہاتہ نبض پہ وہ غیرت مسیح
آنکھوں کو کھول اب تو دلا ہو بحال تو

ای شرم جسکے ڈر سے زمین سیدھے سا معین
اب اس زمین میں تو گڑ جا یا سے نکال تو

دیکھی نگاہ میرے ماہ کا اختر خیال تو
بن جائیگا ابھی عرق انفعال تو

زخموں کی طرح غیر لہو تھوکنے لگیں
منہ پہ سی ملا کی منہ چھپائے دا وگال تو

ای تیغ تیری چلنی سی کیونکر سہیں یہ جان
تاثیر کی سہری یہ کہہ گئی چال ڈہال تو

جی اور کو نچاہے گا تیری سوا ابھی
رکھدے ورد دل ہی بس یہ خیال محال تو

ای سیر رنگ رنگ کو اوس ہی سے مشابہت
ای سبز رنگ اوڑہ نہ یہ زرد شال تو

ای مہر شکل ماہ تہ اسنہ سفید ہو
دیکھی ہماری گل کی اگر سرخ گال تو

زردہیاں قتل کرنیکا ظالم نہیں تجھی
پوشاک پہنی کس لیے پھرتا ہی لال تو

جینا نہیں سند انجمنی ای منعم حسد یہیں
پہر کیا کریگا لیکے یہ مال و منال تو

بوسہ نہ دی گلی سی لگالی مجھی کہیں
پورا کر ایک تو مرا جانی سوال تو

بجرح ہو چکا ہی دلا تیغ ناز سے
شانی پہ کیوں نہ داغ کی کرتا ہی ڈہال تو

ساقہ ٹھوکر کی اوٹھا لیتا ہی جب قصد قتل
برق کی طرح چمک جاتا ہی دامن دیکھو

ہا دصر صر کو بھی کہتا ہی کہ پیچھے رہ جا
اسقدر شوخ کا چالاک ہے توسن دیکھو

دیکھتی کیا ہو کہڑے تم مری آنکھوں کی طرف
موتیون کی تو ذرا مانہ مین ثمرن دیکھو

بلبلو دیکھو اگر تم چمن کو چہ یار
آنکھ اوٹھا کر نہ کبھی جانب گلشن دیکھو

عوض نیچہ جگر کرتی ہی ٹکڑے مژگان
بنگئی ہی یہ چھرے آپکی سوزن دیکھو

پوچھتے کیا ہو بھلا شوق شہادت جیسے
بنگئی صورت خنجر رگ گردن دیکھو

کہتے ہو قتل کرونگا تو اگر آئے گا
آپ تم راہ مین اپنی ہوی سر زن دیکھو

یکو بکو طرفہ دیدار میسر ہوگا
در تک آئینہ کا ہی اوس شوخ کا قد و خط دیکھو

دشمنی کو طراش بہیل کی پڑی چھرتی
کیا ہی لہراتی ہی اوس لعل کی ناگن دیکھو

چھپی مرغ چمن بھول گئی سب اپنے
باغ مین سنکی مرا نالہ و شیون دیکھو

اپنی دانست مین ہرگز نہین کچھ تقصیر
بی سبب مجھسی وہ کیون ہو گیا بدظن دیکھو

برق سان ہاتھ مین قاتل کی جو شمشیر ہی شرم
طائر دل کی یہ ہی شاخ نشیمن دیکھو

ردیف ہای ہوز

دلبر کو لکھا حال دل زار کا نامہ
پہونچے نہین عیسی کو یہ بیمار کا نامہ

دل خویش نہوا دیکھہ کے دلدار کا نامہ
ہی صبح کو لکھا وصل کی انکار کا نامہ

فن کرتا ہے کیا ساتھ مری لکھتا ہی کیا کیا
ای شرم نہ دیکھہ اوس بت عیار کا نامہ

جسکا ہمسر نہین دنیا مین مرا یار ہی وہ
ہر طرح ساری حسینون مین صدا رہی وہ

جوش وحشت کو مری دیکھکی کہتی ہین طبیب
جو کہ مجنون کو ہوا تھا اسی آزار ہی وہ

چال کی اوسکی نہ تقلید کری کبک دری
ہوش اوڑ جائین جسی دیکھہ کی رفتار ہی وہ

اپنی دہشت مین تصویر نہین کی کوئے
پھر خدا جانی دلا کیلیے بیزار ہی وہ

ہی بجا طرۂ خورشید لگی گر اوس مین
سر پہ اے عنبر و خوبان تری دستار ہی وہ

زلف پیچ مین ملتا جو نہین دل کا بتا
ہی یقین مجکو کہین اور گرفتار ہی وہ

بوسہ دینی کو کہا تھا سو دیا آج مجھے
بولنا جھوٹ نہین صادق الاقرار ہی وہ

دلفریبی مین لگاؤن مین ہی بی مثل نظیر
کوئی سیکھلائیگا کیا یار کو عیار ہی وہ

خوبرو کلمہ پڑھین دیکھکی کیونکر نہ اوسے
حسن و خوبی مین پریزادونکا سردار ہی وہ

جسم و جان کی نہین کچھ عاشق شیدا کو خبر
عشق مین تیرے صنم صورت دیوار ہی وہ

ای ل اوس بت کی نہ دم بازی مین آنا ہرگز
سب سے افزون تو سمجھ یار کو عیار ہی وہ

کوچۂ یار کی تعریف نہ پوچھہ ای یوسف
مشتری چرخ سی آتا ہی یہ بازار ہی وہ

ہین اگر جا نسکا آپ اوسے آنا تھا
کوئی کہدی مرے عیسے سی کہ بیمار ہی وہ

الت مری جلتی کی ہو روشن تو سمجھی ہی نہیں جاتی
انجی ہی زبان تجھسی ہلائی نہیں جاتی

دشید درخشان ہین ترے روزن و دیوار
سہر آتی ہین اشک آنکہ لڑائی نہین جاتی

لہی کی طرح سرخ ترے لب پہوٹ کی نکلے
مسی کی دہڑی سی بہی چہپائی نہین جاتی

ی جان طمع دار ستمگر ہین جہانا مین
انداز ادا تیری سی پائی نہین جاتی

عشوق کی جا نہین ہسی لگاوٹ نہو جب تک
آوارہ طبیعت ہی لگائی نہین جاتی

انستہ نہو نگہ مگس خوان ارا زل
جیتی ہوی مکہی کبہی کہائی نہین جاتی

تدبیر ہر اک چیز کی آسان ہی اے شیرم
تقدیر جو بگڑی تو بنائے نہین جاتی

عاشق شیدا تری اے یار نہوتی
اس رنج و مصیبت مین گرفتار نہوتے

زلف سیہ چہو کی گنہگار نہوتے
عشاق مین مشہور سیہ کار نہوتے

ل لیکی وہ دلدار یان کرتا جو ہمارے
اوس شوخ سی ہر گز کبہی بیزار نہوتے

یکہا جو مجہی کہتی ہین سب رو کی خطا
عاشق جو نہوتا تو یہ آزار نہوتے

رتا نہ تامل کبہی بوسہ کی طلب مین
گلبرگ سی نازک جو وہ رخسار نہوتے

وہتی اگر ہم تجہی آغوش مین لیکر
پہر حشر کی بہی شور سی بیدار نہوتے

تی نہ کبہی تجسے اگر جانتے ایسا
دل لیکی ہم اسطرح سے ناچار نہوتے

رشک کو جو تیری چھوا مین نے کیا ہوا
اس تیری گفت حسن کا مین غنچہ چیں سہے

کیا اسکا غم تمہین ہر غیروں سے شادمان
بس آپ کی بلا سے مین اندوہگین سہے

جو جو کہ کام تمنی کیی ہین ہوی ہین سب
اک آفرین تو کیا کہون سو آفرین سہے

کرتا ہون کب بیان مین وعدہ خلافیان
سچی اجی تمہین سہی جھوٹی ہین سہے

عہد شکنداریان تری کس طرح سہی کہین
غصہ کبھی سہا کبھی چین جبین سہے

آئی بہار جامہ دری بھی ضرور ہے
دامان و جیب اگر نہین تو آستین سہے

صورت کبھی طرح سے تو دیکھون مین یار کے
پیش نظر خیال ہی کی دور بین سہے

سر دم رہیگا نام تمہارا ہی لب پہ یان
کہتی ہو پھر بیان تو ہو لنگین سہے

فرمایئی تو آپ کی پہلو مین بیٹھ جایئن
پیارے ہی بجای تکیہ پہلو نہین سہے

ای شعر ہم لکھدی دل پہ تو اپ نام نیچتین
اپنی حساب بس یہی عرض ہمین سہے

جان ہے بیقرار کیا کیجے
نہین آتا ہے یار کیا کیجے

جو کہ غیرون کو پیار کرتا ہو
اسے دل ایسی کو پیار کیا کیجے

کام سے میرے وہ تو ہی بیزار
خط کا اب انتظار کیا کیجے

جان نثار سے کو خود ہین ہم سو بار
نثار کو اور سے نثار کیا کیجے

تری فراق مین مرتا ہون جلد آ اوبت
خدا کی واسطے اب تھوڑی زندگانی ہے

جنازہ دیکھ عدو کا نہ شاد ہو قاتل
جہان فانی ہی ہر اک کو موت آنی ہے

فراق جانی میسر ہو اوس پہ کیا وصال
نیا نرآج سلیمان کی ہمنے مانی ہے

نبرد جان سی نہ کیونکر سہون شیفتہ یارو
تمہین بتاؤ وہان کون اوسکا ثانی ہے

خبر نہو مری الفت کی اک ذرا اوسکو
یہی تو بات مجی غوغ سی چھپانی ہے

بس اتنی ہی مین تو گھبرا گیا ہی کیون ای دل
ابھی تو عشق مین آفت بڑی اوٹھانی ہے

تلطف اور رونپہ کرتا ہی مجھپہ خورد و ستم
بجا ہین ہم سپہین غیر رونپہ مہربانی ہے

اوٹھاؤن یار سے دل کیا کہ اوٹھ نہین سکتا
ضعیف ایسا ہوا ہون یہ ناتوانی ہے

کبھی یہ اوسنی خموشی کی وجہ در پردہ
کہ پردہ دار کو لازم صداستانی ہے

خدا ہی جانی ہوئی اوس سے کسطرح الفت
مری اور اوسکی محبت کی اک کہانی ہے

مزا تب اوٹھی کا جب ہونگی خط و خط تحریر
ابھی تو اوسکی مرے گفتگو زبانی ہے

عجب نہین جو سنہسو دیکھہ دیکھہ کر مجھکو
کہ رنگ ضعف سے ہے اور رنگ عفرانی ہے

مین اک فقیر ہون کمل سیاہ کافی ہی
تمہاری واسطے تزئین جامدانی ہے

ہوا ہی چاہ زنخدان سے عشق ای یوسف
اسیکی چاہ مین اک روز جان جانی ہے

نہی نصیب جو ہم پہونچین کربلا اے حر
زیارت شہ دین عیش جاودانی ہے

بیوفائی و کم بہت چاہ نہ ایسی کو دلا | کر دیا اوسکی محبت نی لو بدنام مجھے

شرم پیغام زبانی سے بہلا شاد ہون کیا
اوسنی بھیجا نہ کبھی وصل کا پیغام مجھے

ب سے اوس شوخ ستمگار کی ہم یار ہوے | کیا کہین سخت مصیبت مین گرفتار ہوے
رت آہ کے یہ وارفتہ رفتار ہوے | چستاری بھی ثوابت تھی وہ سیار ہوے
ب جان بخش دکھا کر ہمین بیمار کیا | دیکھکر زرگس بیمار کو بیمار ہوے
یہ رقیبون نے سکھایا ہے مقرر کرنا | پاس آ بیٹھتی ہے تم سری سیر ار ہوے
ہی کہتا تھا کہ ہم تجکو نہ چھوڑینگی کبھی | اب وہ اگلی تری کیا قول و قرار ہوے
نکیط سے کیونکر نہ پھری دل اپنا | ایک ہرجائی کی وارفتہ رفتار ہوے
ت گیسو مشکین جو ادھر سے آئی | مشک نافی سی فرمون بردار ہوے
علہ حسن سے پہر انتو گرا دے بھلے | ہم بھی مرہی کی طرح طالب دیدار ہوے
یرسی پہنکے زولا یا مجھی ای شیرین | مین گدا بار ہوا تم جو شکر بار ہوے
ل خسار تراد دیکھہ کے بلبل نی کہا | پھول گلزار کی آنکھون مین سمر خار ہوے
رو فروشی سر بازار جو لائے اوسکو | مین تو کیا حضرت یوسف بھی خریدار ہوے
ل طرہی نہ اوسی دیکھہ سکی تم ای شرم | دل مین کیا سوچے تھی کیون طالب دیدار ہوے

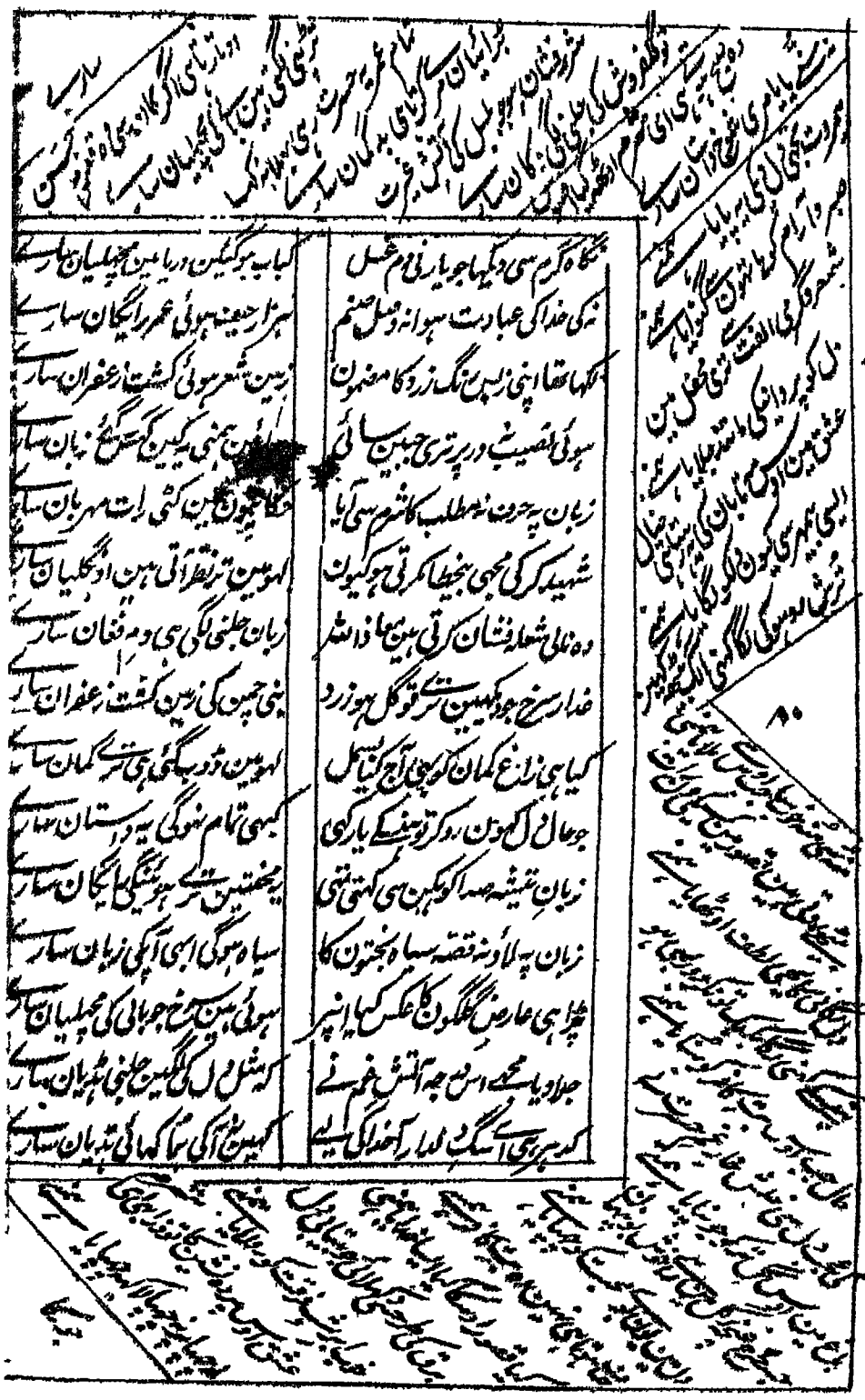

دسکا اوسکی دلا شمونہ نکر جانی دے — عشق مین گندی ہو کچہ ہیچ گندجانی دے
کبھی بت سے دلا عشق نکر جانی دے — بہت اس کام مین ہے خون خطر جانی دے
دیان باغمین ہرگز نہ بناؤ تمکا کبھے — ابکی صیاد قفس سے مجھی گر جانی دے
ہاتہ آسکتی ہے تو آپ نی لگا خون جگر — اتمار دیا نکرامی دیدۂ تر جانی دے
ل کہا اوس سے کوئی در پہ ترے مرتا ہے — ہنسکے بولا کہ بلا سی مرے مر جانی دے
ت می ہنی مین کسنا زسی کہتا تہا وہ شوخ — شاد بس غرب ہوا بس مجی گہر جانی دے
ہنی کہلاتا ہی جلوہ کبھی چھپ چھپتا ہی — شوخیان مجہ سی ہے اے رشک قمر جانی دے
یکس نازسی کہتا ہی کہ آؤن تو سہی — اول شام ہی گر پچھلے پہر جانی دے
سیہ کر دنگا مین گریبان کتری — ذکر اوس رخ کا کر باد سحر جانی دے

دل لگانی مین نہین لطف کسی ہی ای شوخ
دیکہہ اسمین ہی تری جی کا ضرر جانی دے

سودا حسے کی طاعت اوسکا ستم غرور کی — بات جو اوسکی کہی ہنسی وہی منظور کی
وئی پہنچا دی نوازیان سے دریا نان تک — ہی فقط اتنی تمنا اس دل رنجور کی
ہ صنم جب طیش مین آتا ہی ہنگام نبرد — سامنی اوسکی جہپک جاتی ہین آنکہین سور کی
ی ان عکاریون بہی تو نتھا واقف صنم — سچ بتا کسنی سکہائین تجکو باتین زور کی

غیروں ہی کو جو چاہی فضلی راتوں کو | دور ہی دور رہی تم نہ مری پاس آئے

ابر ہی باغ ہے کیا عیش ہی گذری آشفتہ
آج کی شب بت بیکس جو مرے پاس آئے

دلربا میں نے ہمیشہ تری داداری کی | تو نے اسپر بھی سدا میری دل آزاری کی
سمجھا دل نہ لگا تجھ سے تجھے سے ہرگز | گر خبر ہوتی سمجھے تیری ستمگاری کی
اوسکو تشبیہ بھلا بال ہی میں دیوں کیونکر | جس کمر میں ہو رگ گل ہی سو ہوا باریکی
دلفریبی ہے تری ادا میں نہ آؤنگا کبھی | یاد میں باتیں مجھی تیری دل آزاری کی
قتل عاشق کی لیی پھرتی ہو شمشیر کف | تمنی زیجا دنئی اب یہ طرحداری کی
اوسکو شب زور ستم بھول گیا کیا ایدل | تو نے اوسے شوخ سے پھر ملنی کی تیاری کی
چشم بیمار نے تیری مجھے بیمار کیا | پوچھ جیسے نہ حقیقت مرے بیماری کی
ہم بھلا حال دل اپنا کہیں کس سے جا کر | بات سب کرتی ہیں یاں تیری طرفداری کی
ہر گیا ای دل ناداں تجھی سودا شاید | تو نے اچھی نہ خریداری کی
سو ہی جا کی صنم آنیکا وعدہ کر کے | تو نہی تجھکو خبر کچھ مری بیداری کی
تیری چوری کی مقابل ہی کہاں چور نے | مشکل نور یسی بھلا ملتی ہی کسب تاریکی
رخ تاباں پہ ہوا ای خط شب رنگ عیاں | روز روشن نی دکھائی ہی تجھی تاریکی

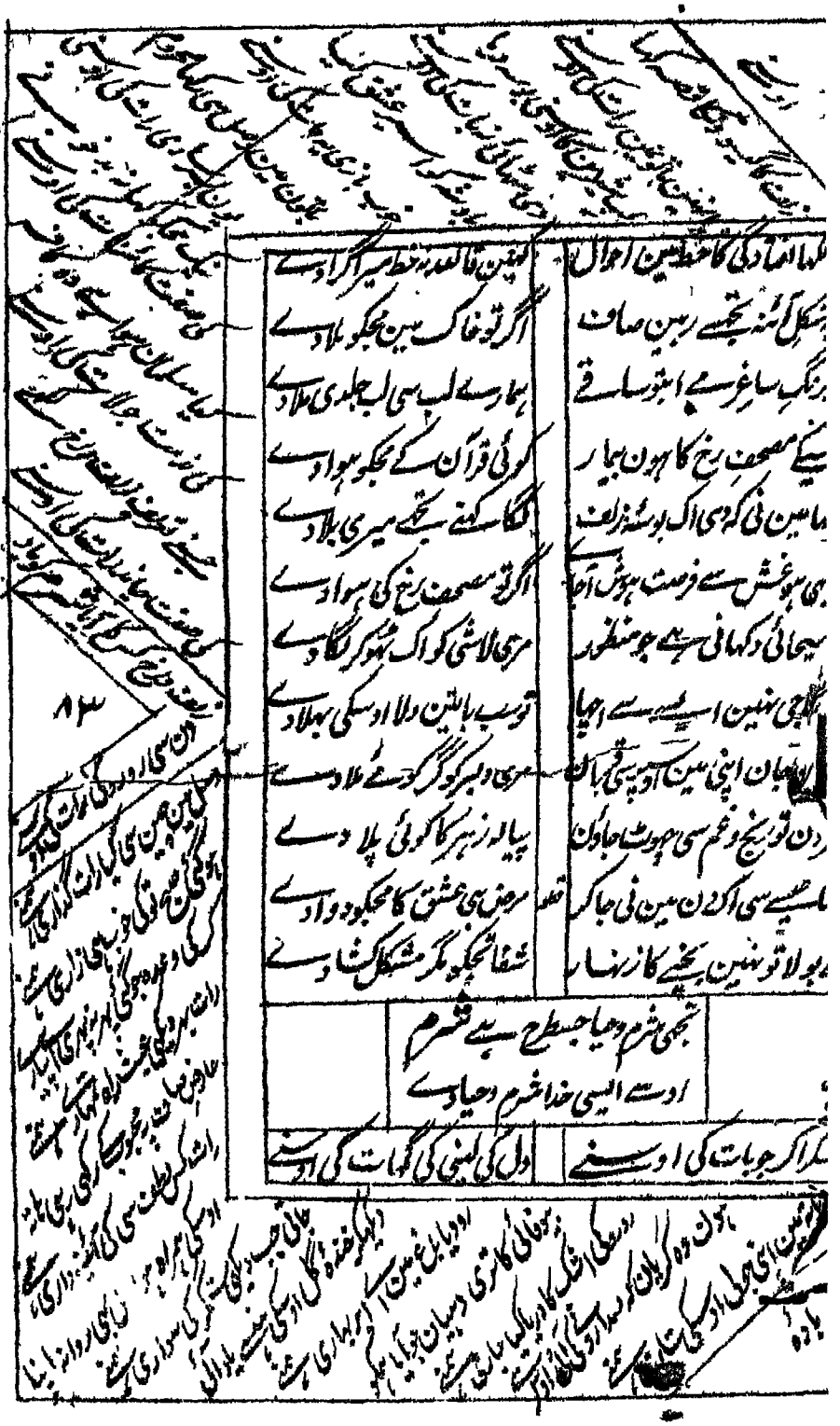

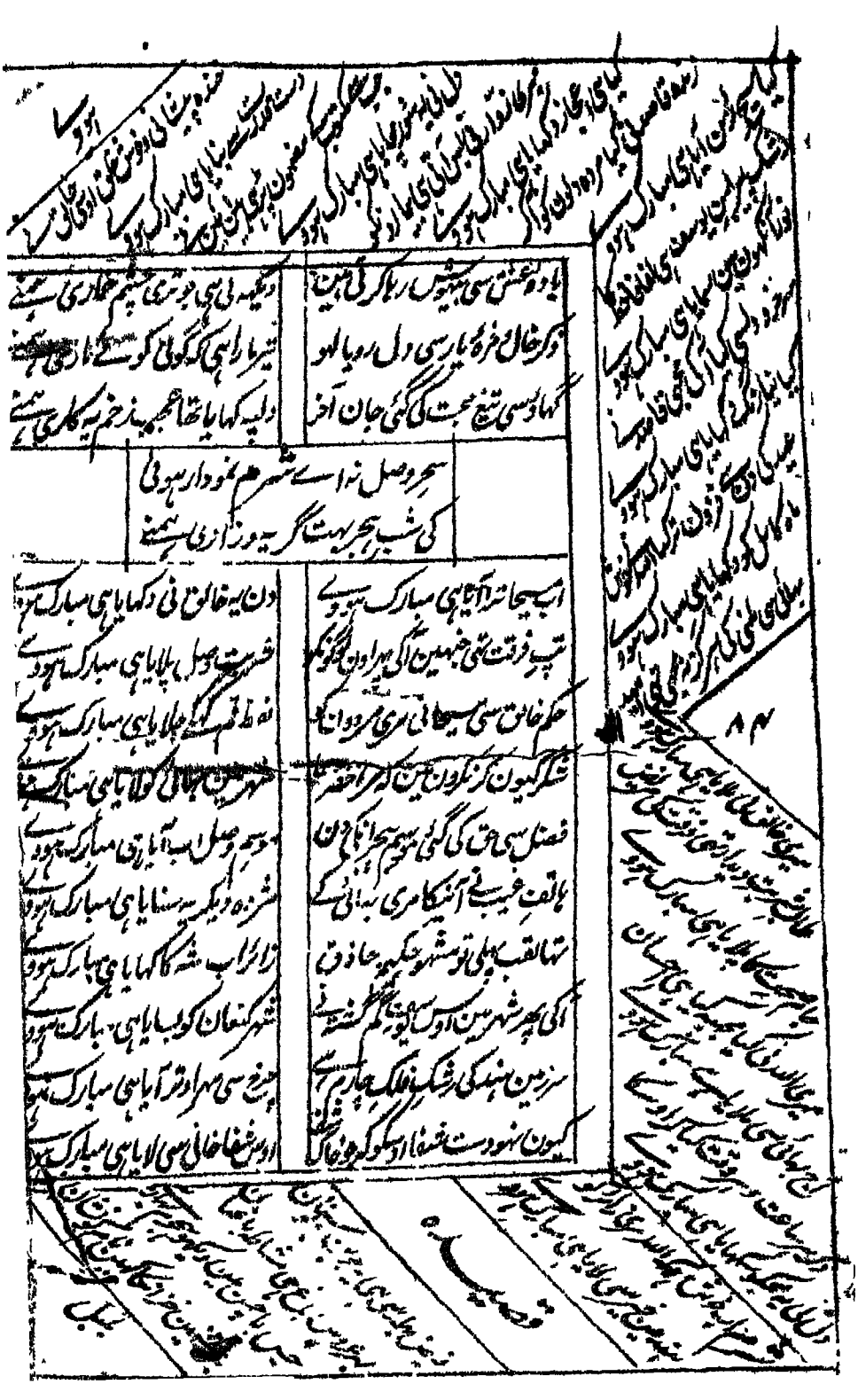

ش ۳۴ د ۸۹۱۵۴۳۱

This book is due on the date last stamped. A fine of 1 anna will be charged for each day the book is kept over time.